من قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه سلطانا

بعون اللہ الوہاب در احسن ساعات کتاب ہدایت انتساب در شرح ابیات ام الائمہ
الاطیاب شفیعہ روز جزا المہو قد لا المدفونۃ سرا المغصوبۃ جہرا بنت خیر الانبیا

سنہ ۱۹۱۷ع

مصائب زہرا

سنہ ۱۳۳۵ ہجری

از تالیفات معدن کمالات محقق والاشان عالی دودمان علامۃ النبیل المولی
الجلیل البرہان القاطع والقاموس الجامع البری من الشین محمد عجاز حسین صاحب دام فیوضہ

مطبع یوسفی ... لکھنؤ ... باہتمام ... حسن ... طبع ہوئی

بار اول ۵۰۰ قیمت ۸/ علاوہ محصول ڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
پڑین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا
پڑتین دنون پر توہوجاتین راتین

شعر مندرجہ عنوان کو ہم نے اپنی تحقیق مذہب کرتے ہوے خود اپنی آنکھ سے کتاب مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مین لکھا ہوا اس موقع پر دیکھا کہ بعد وفات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ کے حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے پدر بزرگوار کی مفارقت مین اون کی قبر شریف پر جاکر بادل حزین وپُر درد پڑھا ہے۔" اِس ایک ہی شعر نے ہمپر ایک پورے مرثیہ کی کیفیت طاری کردی اور اوس جوش عقیدت اور وفور محبت کے اعتبار سے جو اُن معصومہ معظمہ کے ساتھ ہم کو ہے (اور ہمارے خیال کے موافق ہر اہل ایمان کو ہونا چاہیے) صاف وصریح طور پر کہہ سکتے ہین کہ گو اہل سنن کتنی ہی لمبی چوڑی تقریرین کرین اور بڑی بڑی کتابین لکھین اور بزعم خود اپنے آپ کو سچا اور پکا مسلمان جانین مگر اُن کے عقیدہ اور مذہب کے چہرے سے

یہ سیاہی کے دھبّے کسی طرح چھوٹ نہین سکتے۔ ہم نے بذریعہ تحریر مورخہ ماہ اگست سنہ ۱۸۹۳ء بتوسط ملا یعقوب صاحب کے جو (اوس وقت سنی مذہب رکھتے تھے) جناب مولوی قاسم علی صاحب و مولوی محمد گل صاحب سے جو اس شہر مراد آباد مین مذہب اہلسنت کے صاحب افتاء اور علم و فضل مین مرجع خلائق ہین، اس شعر کے مطلب کو ان لفظون مین دریافت کیا تھا کہ "جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا پر بعد وفات رسول صلعم بجز صدمۂ مفارقت اپنے پدر عالیقدر کے وہ اور کونسی مصیبتین تھین جو اُن معصومہ پر پڑین جنکا ذکر اس شعر مین ہی اور جسکو اُن مرحومہ نے باپ کی قبر شریف پر جاکر شکایتاً ایسے پُردرد الفاظ مین بیان کیا ہی جن کے سننے سے آج تیرہ سو برس کے بعد بھی اہل ایمان کا دل ہلتا اور کلیجہ پھٹتا ہے" براہ نوازش اُن مصائب کی تفصیل سے آگاہ و مطلع فرمائیے مگر شرط یہ ہے کہ جواب مین اسکے جو کچھ آپ لکھین وہ حلفاً ایمان و انصاف سے تحریر فرمائین کیونکہ آپ عالم ہین اور مین جاہل۔ جو آپ فرمائینگے مین اُسپر یقین کرلونگا۔ اور بروز قیامت یہ تحریر آپ کی میرے لیے حجت ہوگی والسلام فقط۔

مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ہمین ان دونون حضرات مولوی صاحبان موصوف نے آج تک جسکو چار ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا کوئی جواب نہین دیا اور عند التقاضہ ہمیشہ لیت و لعل کرتے رہے اور کہا تو یہ کہا کہ تم تو حلف سے جواب مانگتے ہو۔ ان تمام امور کے شاہد وہی ملا یعقوب ہین۔"

پس اب ہم اُن جویاے حق اور صاحبان تلاش کو دکھلاتے ہین جن کا یہ خیال ہے کہ سُنی سنائی باتون پر یقین نہ رکھنا چاہیے بلکہ حتی المقدور

ہر امر کا کھوج اور ہر بات کا پتہ صحیح اور ٹھیک طور سے لگانا چاہیے کہ
فی الواقع اور در حقیقت اصلیت کیا ہے" لہٰذا وہ مصائب
جو بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن مخدومۂ کونین کو
پیش آئے جنکا ذکر اور اظہار اس شہر مین نہایت درد و ملال سے
کیا گیا ہی بجز وہ ہین جنہین سنی و شیعہ کی کتابین پکار پکار کے کہہ رہی ہین ؎
مین انکی تفصیل اپنی ذاتی تحقیق اور معلومات سے ذیل مین درج کرتا ہون
واللہ المستعان علی ما تصفون ؎

مین ہون - حق کا جویا - اور نجات کا طالب
محمد اعجاز حسین عفر اللہ ذنوبہ مراد آباد ۳ دسمبر ۱۸۹۹ء

اول مصیبت - صدمہ وفات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم"

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے علل الشرایع مین حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ "بہت رونیوالے دنیا مین پانچ شخص تھے - آدم
اور یعقوب - اور یوسف - اور فاطمہ دختر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور علی ابن الحسین علیہم السلام" پس آدم مفارقت بہشت مین اتنا روئے
دونون رخسارون پر مثل دو گڑہے ہونکے نشان اثر گریہ سے پڑ گئے تھے
اور حضرت یعقوب مفارقت یوسف مین اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے جس پر
لوگون نے کہا انسے کہ قسم خدا کی آپ برابر یوسف کو یاد کیا کرتے ہین یہانتک
کہ آپ اپنی کو مشقت عظیم مین ڈالینگے یا ہلاک ہونگے -
لیکن یوسف مفارقت یعقوب پر اسقدر روئے کہ قید خانہ کی اور قیدی انکی رونے
سے تنگ آگئے اور کہنے لگے کہ یا شبکو رویا کیجئے اور دن کو خاموش رہئے یا دنکو رویا کیجئے اور

شبکو خاموش رہیں تا کہ ہمیں آرام ہو - آنحضرت نے قیدیوں سے صلح کرلی اور کہنا انکا مان لیا کہ ایکوقت روتے تھے اور ایک وقت خاموش رہتے تھے -

اور فاطمہ علیہا السلام المقدسہ و بعد وفات پر اپنی پدر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ اہل مدینہ شاکی ہوئے اور کہنے لگے کہ آپنے ہمیں اپنے رونے سے بڑی تکلیف دی ہے پس وہ معصومہ مقبرۂ شہداے اُحد میں جاکر جتنا چاہتی تہیں رویا کرتی تہیں اور شبکو مدینہ میں واپس اتی تہیں "

اور علی بن الحسین ع مصیبت پر اپنے پدر بزرگوار کے تیس سال تک روئے اور بروایتے چالیس سال برابر روتے رہے اور کبھی کھانا آنحضرت کی سامنے نہیں رکھا گیا کہ نہ روئے ہوں اور ہرگز پانی نہیں پیتے تھے کر نہ روتے ہوں یہانتک کہ ایک غلام آزاد کردہ نے اُن حضرت سے عرض کیا کہ فدا ہوئیں آپ پر یا ابن رسول اللہ میں خوف کرتا ہوں کہ آپ اپنے تئیں روتے روتے ہلاک کرڈالیں گے حضرت ع نے فرمایا کہ اپنی مصیبت اور اندوہ کی شکایت میں اپنے خدا سے کرتا ہوں - اور میں وہ جانتا ہوں خدا سے جو تم نہیں جانتے ہو - میں کبھی یاد نہیں کرتا ہوں شہادت فرزندان فاطمہ ع کو مگر یہ کہ گریہ گلوگیر ہوتا ہے " از مجالس الابرار -

اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں ابن معروف سے اسی طور پر روایت نقل کی ہے -

اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں اپنی اسناد کے ساتھ عبد اللہ ابن عباس سے روایت

کی ہے کہ جب وقت وفات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آیا تو اسقدر روئے کہ آنسو آنحضرت کے ریش مبارک پر جاری ہوئے۔ لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپکے رونے کا کیا سبب ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ مین روتا ہون اپنے فرزندون کے لیے کہ یہ اُمت جو انپر کرے گی اور گویا مین دیکھتا ہون کہ جو ستم فاطمہ پر ہون گے۔ اور وہ پکاریگی یا ابتاہ۔ یا ابتاہ اور کوئی شخص میری اُمت سے اعانت انکی نکرے گا۔" جب جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا نے یہ سُنا روئین۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ رو اے بیٹی حضرت فاطمہ عہ نے عرض کیا کہ مین اپنے مصائب پر جو آپکے بعد پڑین گے نہین روتی ہون بلکہ آپ کی مفارقت پر روتی ہون۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بشارت ہو تم کو اے دختر محمد کہ تم مجھ سے ملوگی بدرستی کہ تم اول اُس شخص کی ہوگی جو میرے اہلبیت مین سے مجھ سے ملیگا۔"

اور کتاب خرائج مین ہے جو حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام بعد اپنے پدر بزرگوار کے پچھتر دن زندہ رہین اور وہ معصومہ بسبب مفارقت پدر عالی قدر کے نہایت ملول رہتی تھین۔ اور جبرئیل ان معصومہ کو تسلی دیتے تھے اور اُنھین خوش و مسرور کرتے تھے حال اُن کے پدر بزرگوار اور مکان سے آنجناب کے جو بہشت مین ہے اور خبر دیتے تھے انکی جو فرزندون پر انکے واقع ہوگا بعد اُن معصومہ کے۔ اور جناب امیر علیہ السلام ان واقعات کو تحریر کرتے تھے۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب من لایحضرہ الفقیہہ مین روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو بلال مؤذن نے اذان کہنا موقوف کردی اور کہا مین اذان کسی کے لیے بعد رسول خدا کے نہ کہونگا

ایک روز جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ مین چاہتی ہون کہ آواز اپنے پدر بزرگوار کے موذن کی سنون۔ جب یہ خبر بلال کو پہونچی تو انھون نے اذان شروع کی جب بلال نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ فاطمہ علیہا السلام نے زمانہ اپنے پدر بزرگوار کا یاد کیا اور ضبط گریہ نہ کرسکین۔ جب بلال صاحب اشہد ان محمد الرسول اللہ پر پہونچے تو جناب سیدہ علیہا السلام نے ایک نعرہ مارا اور منھ کے بل غش کھا کر زمین پر گر پڑین۔ لوگون نے گمان کیا کہ وہ معصومہ دنیا سے رحلت کر گئین بلال سے کہا اذان کو ترک کرد دختر رسولؐ خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی بلال نے اذان کو ترک کردیا اور تمام نہ کیا۔ جب حضرت فاطمہؑ کو ہوش آیا بلال سے فرمایا کہ اذان کو تمام کرین۔ انھون نے نہ مانا اور کہا کہ اے بہترین زنان مین ڈرتا ہون کہ جب آپ آواز میری اذان کی سنین گی تو ہلاک ہو جائین گی جناب سیدہؑ نے بلال کو اذان کہنے سے معاف رکھا۔"

کتاب معانی الاخبار مین اپنی اسناد کے ساتھ حماد سے اس روایت کی نقل کی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ورقہ ابن عبداللہ ازدی نے روایت کی ہے کہ ایکسال مین بہ امید حصول ثواب بقصد حج خانہ کعبہ مین گیا اثناء طواف مین مین نے ایک کنیز کو دیکھا کہ گندم گون اور صاحب حسن و جمال و شیرین کلام تھی۔ فصاحت کے ساتھ درگاہ خدا مین اسطرح دعا کر رہی تھی کہ "خداوندا! اور اے پروردگار خانہ کعبہ کے جو واجب الاحترام ہے۔ اور اے پروردگار ملائکہ کے جو حافظان کرام ہین۔ اور اے پروردگار زمزم و مقام ابراہیم علیہ السلام کے۔ اور اے ربّ ان مقامات متبرکہ کے جو عباد نگاہ خاص و عام کے ہین۔ اور اے پروردگار محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کے جو بہترین خلق ہین

اُنپر خدا کا درود ہو اور آپکی اولاد کرام پر۔ مین تجھ سے سوال کرتی ہون کہ تو مجھے محشور کر ساتھ اُن سادات طاہرین کے اور اُن کے فرزندون کے کہ عرصۂ محشر مین منہ اُنکے منور اور روشن ہونگے اور صاحبان یمن و برکت ہین۔ جانو اے جماعت حاجیان و عمرہ کنندگان۔ اور گواہ رہو کہ میرے موالی بہترین نیکوکار اور برگزیدۂ ابرار کے ہین کہ مرتبہ ان کا مرتبہ جمیع حاجیان سے زیادہ بلند ہے اور اُن کے نیک ذکر کا شہرہ ہر شہر و دیار مین شہرت پائے ہوئے ہے اور وہ لوگ صاحبان مجد و افتخار ہین۔

ورقہ بن عبداللہ نے کہا کہ اے جاریہ مین گمان کرتا ہون کہ تو دوستان و محبان اہلبیت علیہم السلام سے ہے؟۔ اُسنے کہا ہان۔ ورقہ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے؟ اُسنے کہا کہ مین فضہ کنیزک حضرت فاطمہ زہرا دختر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہون۔ درود خدا کا اُنپر اور اُنکے باپ اور اُن کے شوہر اور اُن کے فرزندون پر ہو۔ مین نے کہا کہ مرحبا خوشا حال تیرا مین مشتاق تیرے کلام اور گفتار کا تھا۔ مین چاہتا ہون کہ اسوقت مین تم سے ایک سوال کرون اور تم اُسکا جواب دو۔ جب تم طواف سے فارغ ہونا اور اپنے گھر کو واپس جانا تو غلہ بیچنے والون کی بازار مین ٹھہر کر میرا انتظار کرنا تاکہ مین آجاؤن۔ اگر ایسا کروگی تو ماجور و مثاب ہوگی۔

ہم ایک دوسرے سے جدا ہو کر مشغول طواف ہوے بعد از فراغ طواف جب مین نے اپنے گھر واپس آنے کا ارادہ کیا بازار غلہ فروشان کی راہ سے گذرہوا دیکھا کہ بی بی فضہ ایک گوشہ مین تنہا بیٹھی ہوئی ہین۔ مین اُن کے آگے گیا اور بطریق ہدیہ مین نے اُنھین کچھ دیا نہ بنیت صدقہ۔ پھر مین نے کہا کہ اے فضہ خبر دو مجھے حال و سرگذشت سے میری مخدومہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے

اور جو حال اونکا تم نے دیکھا ہے اونکی وفات کے وقت بعد رحلت
پدر بزرگوار ان کے ورقہ کہتا ہے کہ جب یہ بات فضہ نے سنی
آنکھون مین آنسو بھر لائین اور زار زار رونے لگین اور فریاد و نوحہ
اور شیون دل پر درد سے کرنے لگین کہ اسے ورقہ ہیجان اور سوزش
میں لے آئے تم اوس اندوہ وغم کو جو ساکن ہوا تھا اور بھڑکایا تمنے
اوس آتش کو نگی جو میرے سینہ مین پوشیدہ تھی۔ سنو! ہم نے دیکھا ہے
اون مخدومہ صلواۃ اللہ علیہا کو۔ اور قصہ پر درد والم اور سانحہ پر غم یہ ہے
کہ جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے فانی سے عالم جاودانی
کو انتقال کر گئے تو سب چھوٹے بڑے اہلبیت مفارقت پر ان جناب کے
محزون ومغموم ہوے اور آنحضرت پر گریۂ وزاری بہت ہوئی اور
صبر ان حضرت پر کم ہوا اور مصیبت عظیم ہوئی آنحضرت کے انتقال
سے ان کے اقربا اور دوستون پر۔ اور ہر عزیز۔ و قریب پر۔ اور مین نے
کسی کو نہین دیکھا کہ وہ گریۂ وزاری اور نالہ و بے قراری نہ کرتا ہو مگر نالہ
وزاری میری خاتون فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی تمام اہل زمین و آسمان
سے زیادہ تھی اور غم واندوہ ان مخدومہ کا ہر روز زیادہ ہوتا تھا۔ اور سات
دن تک گھر مین بیٹھی رہین اور فریاد و نالہ اون کو آرام نہ دیتا تھا اور گریہ
وزاری ان کی کم نہوتی تھی اور روز روز گریہ ان کا زیادہ ہوتا تھا جب
آٹھوان روز ہوا غم واندوہ جو ان معصومہ کے سینہ مین پنہان تھا اس نے
ظہور کیا اور طاقت صبر جاتی رہی ناگاہ بیتابانہ شب کے وقت مین گھر سے
باہر آئین اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر روئین اور صدا نوحہ بلند کی۔ انکی
گفتار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا جناب رسولخدا کلام فرماتے ہین اس وقت

تمام خورد و کلان عورتین اور بچے اپنے اپنے گھرون سے باہر نکلکر اُن معصومہ کے پاس جمع ہوے اور آواز گریہ وزاری بلند کی - اور ہر طرف سے لوگ جمع ہوئے اور چراغ راہون کے گُل کردیے تاکہ نامحرمون کی نگاہ عورتون کے چہرون پر نہ پڑے - اور عورتون نے یہہ گمان کیا کہ جناب خاتم الانبیاء مرقد شریف سے باہر آئے ہین - اور اِس ماجرے کے ظاہر ہونے سے مردون کو کمال حیرت اور نہایت خوف و دہشت لاحق ہوی - اور جناب فاطمہ ع روتی تھین اور فریاد کرتی تھین یعنی اے پدر بزرگوار - اور اے برگزیدہ خداوند عالم کے - اور اے محمد مصطفےٰ - اے ابوالقاسم اے پالنے والے بیوہ عورتون کے - اور اے باپ یتیمون کے - کون ہے قبلہ اور مصلّے کے لئے کہ آپ سے بہتر نماز گزار ہو اور کون ہے دلداری کرنیوالا آپ کی عاشق بیٹی کا - کہ وہ آپ پر مثل عورت پسر مردہ کے رو رہی ہے"
پس اپنے پدر بزرگوار کے روضہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئین اور غایت اضطراب کے سبب پائے مبارک اُن معصومہ کے دامن مین اُلجھے جاتے تھے اور کثرت اشکباری سے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی یہان تک کہ اسی حال سے قبر منورہ کے پاس پہونچین جب نظر ان کی حجرہ رسالتمآب پر پڑی اور گلدستہ اذان کو دیکھا آہستہ آہستہ قدم اُٹھانا شروع کیا اور اس قدر گریہ وزاری کی کہ غش اُن معصومہ پر طاری ہو گیا - عورتون نے بہت جلد پانی لاکر سینہ اور روئے مبارک پر چھڑکا جب غش سے افاقہ ہوا اُٹھین اور فرمایا کہ طاقت وقوت میری زائل ہو گئی اور اس حال سے دشمن خوش ہوے اور شماتت کی اور میرا غم جو دل مین میرے ہے وہ قاتل میرا ہو گیا - اے بابا آپکی رحلت کے بعد مین تنہا و پریشان اور حیران و بیہوش باقی رہ گئی اور آپ کی مفارقت سے

میری آواز پڑ گئی اور ضعیف ہو گئی اور کمر میری شکستہ اور میری زندگی خراب ہو گئی اور زمانہ میری نظر میں تاریک ہو گیا۔ اے بابا آپ کے بعد میں کسی کو نہیں پاتی کہ میری وحشت اور تنہائی کا مونس ہو اور میری دلداری میری مصیبت میں کرے۔ اور اے بابا کوئی نہیں ہے کہ میرے آنسوؤں کو آنکھوں سے پاک کرے اور غمخواری کی راہ سے مجھے رونے کو منع کرے اور میری نصرت و مدد کرے میرے ضعف میں۔ بعد آپ کے جاتا رہا احکام قرآن کا آنا اور اترنا جبرئیل و میکائیل کا۔ اے بابا مجھسے آپ کے خویش و اقربا پھر گئے اور خوشی و سرور کا دروازہ مجھپر بند ہو گیا۔ میں آپ کے بعد دنیا سے بیزار ہوں اور جب تلک کہ سانس میرے سینہ میں آتی جاتی ہے تب تلک میں آپ کو روتی رہونگی اور جبتلک جیتی ہوں میرا شوق آپ کی طرف اور غم و اندوہ میرا آپکا زائل و برطرف نہو گا۔

ان معصومہ نے ایک فریاد کا نعرہ مارا اور کہا کہ اے بابا۔ اور اے دل و جان میرے۔ اور یہہ چند شعر انشاد کیے کہ مضمون ان کا یہہ ہے کہ "حزن میرا آپ پر ہردم تازہ رہیگا اور دل میرا واللہ بہت مشتاق و آمادہ ہے ملاقات کو آپ کی اور اندوہ میرا ہر روز زیادہ ہوگا اور غم آپ کا مجھسے دفع ہوگا اور میری مصیبت بہت بڑی مصیبت ہے صبر مجکو جاتا رہا۔ اور غم و اندوہ ہر طرف سے مجھپر ٹوٹ پڑا۔ قسم خدا کی جو دل آپ کی مصیبت میں صبر کرے بتحقیق کہ وہ نہایت سخت ہے پھر فریاد وا ابتاہ کی کرنے لگیں اور فرمایا کہ آپ کے انتقال سے دنیا اور اس کی روشنیاں سب منقطع ہو گئیں اور دنیا کی تازگی کہ آپ کی وجہ سے تھی وہ برطرف ہو گئی۔ اور سیاہ و تیرہ و تار ہو گیا روز روشن اُسکا۔ اور تمام راتیں تیرہ و تار ہو گئیں اے بابا برابر آپ کی مفارقت پر تاسف کرتی رہونگی

یہانتک کہ آپ سے ملاقات کرون اور آپ کے درد فراق مین میری آنکھون سے نیند جاتی رہی۔ اور جب آپ دنیا سے گئے بیوہ زنون اور مسکینون کی پرورش کون کرے گا۔ اور اُمت کی ہدایت کون کرے گا کون ان سے شفقت پیش آئے گا۔ روز قیامت تک اے بابا آپ کے بعد ہم ضعیف و حقیر ہو گئے اے بابا آپ کے بعد ہم سے لوگون نے منھ پھیر لئے اور آپ کی زندگی مین ہم خلائق کے نزدیک معظم و مکرم تھے بعد آپ کے ضعیف ہو گئے۔ کون ایسا آنسو ہے کہ آپ کے فراق مین جاری نہو اور کونسا غم و اندوہ ہے کہ بعد آپ کے منقطع ہو جائے اور کون سی آنکھ ہے کہ اُس مین بعد آپ کے غم سے نیند کا لگا یا جائے اور اے بابا آپ دین اسلام کی بہار اور تر و تازگی تھے اور روشنی و نور پیغمبرون کے تھے کیون نہ پہاڑ خاشع ہوئین اور کیون نہ دریا خشک ہون اور کیون نہ زلزلہ زمین پر آئے۔ اے بابا مجھکو بہت صدمہ ہوا اور یہ مصیبت میری عظیم ترین مصائب ہے اور شدید ترین حوادث ہے کہ جن مین ہوش اُڑ جاتے ہین۔ اے بابا آپ کے غم مین ملائکہ ملاء اعلیٰ رو ئے اور اے بابا آپ کے غم مین افلاک ساکن ہوئے۔ اور منبر آپکا بغیر آپ کے وحشت ناک ہو اور محراب آپکی آپکی عبادات و مناجات سے خالی ہے۔ اور قبر آپ کی بسبب آپ کے آنیکے مسرور اور خوشحال ہے۔ اور جنت آپ کی طرف اور آپ کی نماز و دعا کیطرف مشتاق ہے۔ اے بابا آپ کے مکان تیرہ و تاریک ہو گئے۔ وائے حسرت وافسوس کہ مین بہت جلد آپ سے ملاقات کرون گی۔ اور گرفتار مصیبت و اندوہ ہوئے ابوالحسن کہ وہ باپ ہین آپ کے دونون فرزندون حسنؑ و حسینؑ کے۔ اور آپ کے بھائی اور دوست و حبیب ہین۔ اور وہ شخص ہین کہ کم سنی مین آپ نے اُنکو پرورش فرمایا اور بڑے ہونے کے بعد آپ نے

اور یقین بھائی کہا۔ اور تمام احباب و اصحاب سابقین مہاجرین و انصار سے مرتبہ اُنکا آپکے نزدیک زیادہ ہے۔ غم مفارقت مین آپکے میرے شامل حال ہین اور گریہ وزاری سبب ہلاکت ہی میری۔ اور رنج و ملال مجھے لازم ہوگیا ہی کہ ہرگز جدا نہین ہوتا۔

پس بعد ان کلمات جانسوز کے ایک آہ دل پر درد سے کھینچی اور ایک نعرہ مارا کہ قریب تھا طائر روح مبارک قفس تن ناتوان سے پرواز کر جائے پھر یہ اشعار انشا کیے کہ حاصل مضمون اُنکا یہ ہی کہ دو قلیل ہوا صبر میرا اور شکیبائی نے مجھ سے کنارہ کشی کی بعد گم ہونے خاتم الانبیاء کے۔ اے آنکھ اشکبار ہو۔ وائے ہو تجھپر کہ تو اشک ریزی مین بخل کرتی ہے۔ اے رسول خدا اے برگزیدہ خدا اور اے پناہ یتیمون و ضعیفون کے۔ روتے آپ پر پہاڑ اور جانوران چرند و پرند۔ اور زمین و آسمان اور کوہ و بیچون اور رکن و مشعر۔ اور بطحا و محراب کے۔ اور درس قرآن ہر صبح و شام کو میرے ساتھ شریک گریہ ہین۔ اور اسلام و ایمان بعد آپکے غریب و بیکس ہوکر آپ پر گریہ و زاری کرتا ہے آپ نہین دیکھتے ہین کہ منبر جسپر آپ تشریف لیجاتے تھے تاریکی نے اُسے ڈھانپ لیا ہے قبل اسکے کہ آپکے نور جمال سے روشن و منور تھا۔ خداوندا تعجیل کر میری موت مین کہ مین زندگی سے تنگ ہوگئی ہون" بعد اسکے وہ مخدومہ دوجہان اپنے مکان پر تشریف لائین اور گریہ وزاری و نالہ و بیقراری شروع کی اور شب و روز مین کوئی وقت نہ تھا کہ وہ معصومہ آہ و زاری سے آرام کرین اور اشکباری سے باز رہین۔

اس حال کا مشاہدہ شیوخ مدینہ مجتمع ہوکر خدمت حضرت امیر المومنین ع مین آئے اور عرض کی کہ اے ابوالحسن ع جناب فاطمہ ع شب و روز رویا کرتی ہین اور

ایک ساعت بھی گریہ سے باز نہین رہتین ہین باعث سے ہماری نیند اُڑ گئی ہے اور دن مین ہمین قرار نہین آتا کہ ہم طلب معاش کرین - لہذا آپ سے التماس کرین کہ یا شب کو رویا کرین اور دن کو خاموش رہین - اور یا دن کو روئین شب کو خاموش رہین حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اچھا مین نے قبول کیا - بعد ازان جناب فاطمہ کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ ایک ساعت رونے سے افاقہ نہین ہوتا اور کسیکا تسلی و تسکین دینا فائدہ نہین کرتا -

جب حضرت فاطمہ نے اُن جناب کو دیکھا کچھ خاموش ہوئین پس اُن جناب نے اُن مغموم و محزون سے فرمایا کہ اے دختر رسول خدا شیوخ مدینہ نے میرے پاس آ کر سوال کیا ہے کہ مین تم سے التماس کرون کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کو یا شب کو رویا کرین یا دن کو -

جب اُن معصومہ نے یہ کلام حضرت امیر علیہ السلام سے سنا - فرمایا کہ اے ابو الحسن کیون تنگ ہین میری گریہ و بکا سے - حالانکہ بہت تھوڑی ہے زندگانی میری اُنکے درمیان مین - اور میری جدائی اُن سے نہایت قریب ہے قسم خدا کی کہ مین روز و شب رونے سے چپ نہونگی اور نالہ و زاری سے قرار نہ لونگی جب تک کہ مین اپنے باپ سے ملحق نہون -

حضرت امیرؑ نے فرمایا جو تمھاری رائے ہو اُسے عمل مین لاؤن - بعد ازان اُن معصومہ کے رونے کے لیے مدینہ کے باہر بقیع مین ایک گھر بنوایا تھا اور نام اُسکا بیت الاحزان رکھا تھا - جب وہ گھر بنگیا معمول اُن معصومہ کا یہ تھا کہ جب صبح ہوئی حسنین عم کو ہمراہ لیکر روتی ہوئی مدینہ سے باہر جاتی تھین اور مقابر شہدائے احد پر بیٹھکر تمام دن رویا کرتی تھین جب شام ہوتی تھی امیر المومنین تشریف لیجاتے تھے اور اُن معصومہ کو اپنے ہمراہ گھر پر لے آتے تھے - یہی حال رہا کہ وفات رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

ستائیس روز گذرے اور ان معصومہ کو مرض الموت عارض ہوا - اور چالیس روز تک
بعد وفات رسولؐ خدا کے زندہ رہین چالیسوین دن اُن حضرت کے امیر المومنین
علیہ السلام نماز ظہر سے فراغت پا کر دولتسرا پر تشریف لائے تھے تو دیکھا چند
کنیزین گریہ و نالان نوحہ کرتی ہوئی چلی آتی ہین جناب امیرؑ نے پوچھا کیون روتی ہو
کیا خبر ہے دختر رسولؐ خدا کی ؟ اور کیا بات ہی کہ چہرہ تمھارا متغیر ہے - اُنھون نے
کہا کہ یا امیر المومنینؑ بہت جلد خبر لیجیے اپنی دختر عم فاطمہ زہراؑ کی - اور ہمین گمان
نہین ہے کہ آپ اُنھین زندہ پائین حضرت امیر المومنینؑ یہ خبر جانسوز سنکر
بہت جلد داخل خانہ فاطمہؑ ہوے - ناگاہ اُن معصومہ کو دیکھا کہ ایک فرش پر
لباس سفید کہ مصر کے کپڑون سے ہے پہنے ہوے ہین اور سکرات موت کی بیقراری
سے داہنا ہاتھ کھینچ لیتی ہین اور بایان ہاتھ پھیلا دیتی ہین اور بار بار کروٹین
بدلتی ہین - جناب امیرؑ نے جب یہ حال دیکھا تو ردا دوش مبارک سے اُتار کر
پھینکدی اور عمامہ سر سے اُتار ڈالا - اور گھنڈیان قبا کی کھولکر سرہانے اُن
معصومہ کے تشریف لاے اور سر مبارک اُن معظمہ کا گود مین لیا اور پکارا زہراؑ
اُن معصومہ نے جواب نہ دیا - دوبارہ حضرت نے بآواز بلند پکارا اے دختر محمد مصطفےؐ
ابکی بار بھی جواب نہ سنا - پھر پکارا - اے بیٹی اُسکی جو زکوٰۃ اپنے گوشہ چادر مین باندھکر
غربا و مساکین کو پہونچاتے تھے - اُن معصومہ نے کچھ جواب نہ دیا - پھر پکارا
اے بیٹی اُسکی جسنے بالاے آسمان جماعت ملائکہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی
- پھر جواب نہ سنا - پھر پکارا اے فاطمہ مین ہون پسر عم تمھارا علی ابن ابی طالب
مجھ سے کلام کرو" راوی کہتا ہے کہ جب جناب سیدہ علیہا السلام نے یہ کلام
سنا آنکھین کھولین اور چہرۂ مبارک اُن حضرت کا دیکھا اور زار زار روئین -
اور وہ حضرت بھی روئے - پھر امیر المومنینؑ نے پوچھا کہ اے فاطمہؑ کیا حال ہی -

کہ سطرح کا اضطراب و بیقراری ہے تم اپنا حال مجھ سے بیان کرو اور جو کچھ بھی ہو وہ کہو کہ مین ہون پسر عم تمھارا علیؑ"۔ جناب فاطمہ نے فرمایا کہ اے پسر عم آثار موت مین اپنے مین دیکھتی ہون اور موت ایسی چیز ہے کہ کسی کو اس سے چارہ نہین جتنے ذی حیات ہین اُن سب کو موت آنے والی ہے اور مین اس امر سے خوب واقف ہون کہ تم بعد میرے قلت ازواج پر صبر نہ کر سکو گے پس اگر تم کسی عورت سے تزویج کرو تو ایک شب و روز اسکے ساتھ بسر کرنا۔ اور ایک شب و روز میری اولاد کے ساتھ رہنا۔ اور اے ابو الحسنؑ بعد میرے حسنؑ و حسینؑ سے بآواز بلند نہ بولنا کیونکہ وہ یتیم ہو جائینگے اور شکستہ خاطر اور غریب ہونگے بعد میرے۔ اور ابھی کل کے دن اُنکے جد امجد کا ساتھ اُنکے سرون سے اُٹھ گیا ہے اور آج کے دن یہ دونون اپنی مان کے مرنے سے محزون ہونگے پس وائے ہو اس امت جفا کار پر کہ انھین قتل کرینگے اور انسے بغض رکھین گے۔ بعد ازان چند شعر انشا کیے اُن معصومہ نے جنکا حاصل یہ ہے کہ دو اسے بہترین ہدایت کرنے والے اگر آپ روئین تو مجھے روئیے گا آج کے دن آنسو بہاؤ کہ یہ دن فراق کا ہی۔ اے ہمنشین بتولؑ کے مین تمکو وصیت کرتی ہون اپنے فرزندون کے بارے مین کہ وہ بعد میرے میری ملاقات کیلیے مشتاق ہون گے اور بیقرار ہونگے۔ روؤ مجھپر اور میرے فرزندون پر اور فراموش نکرنا شہید دشت کربلا کو اور میرے بچون کو تسلی دینا کہ مجھ سے جدا ہوتے ہین اور کل کے دن یتیم ہو جائین گے ان کو خدا کے سپرد کرتی ہون اور آج فراق کا روز ہے"۔ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت امیر المومنینؑ نے پوچھا اے دختر رسول خدا تم کو اپنے مرنے کی خبر کہان سے ملی حالانکہ بعد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ وحی ہمسے منقطع ہو گیا ہی؟

جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ اے ابو الحسن اسوقت میری آنکھ لگ گئی تھی
مین نے اپنے حبیب اور اپنے باپ رسولخدا کو خواب مین دیکھا کہ ایک قصر مین
جو مروارید سفید کا ہے تشریف رکھتے ہین جب نظر مبارک اُن کی مجھپر پڑی فرمایا
کہ اے دختر میرے پاس آؤ کہ مین تمھارا بہت مشتاق ہون - مین نے عرض کیا
کہ قسم خدا کی مجھے آپ سے بھی زیادہ اشتیاق ہے آپکے دیدار کا - حضرت نے مجھے
فرمایا کہ آج کی شب تم میرے پاس ہوگی - اور وہ جناب اپنے وعدے کے صادق
اور قول کے پورا کرنے والے ہین - اس سبب سے اپنی موت کا مجھے یقین حاصل ہوا
اے پسر عم جب آپ مجھپر سورۂ یسین پڑھین تو آپ معلوم کرلین کہ مین نے
انتقال کیا - اُسوقت تمکو چاہیے کہ مجھے خود غسل دینا اور غسل دینے کے وقت
لباس میرا بدن سے نہ اُتارنا کہ مین دنیا سے پاک و پاکیزہ جاتی ہون - اور
میرے جنازہ پر نماز پڑھیے گا ہمراہ میرے عزیزون اور قریبون کے حسب مراتب
قرب و بُعد کے - اور مجھے شب کے وقت قبر مین دفن کرنا - جناب امیرؑ نے فرمایا
کہ قسم خدا کی مین خود انکے امر کا متکفل ہوا اور اُن کو غسل دیا اور بدن ان کا
مین نے نہین کھولا قسم خدا کی وہ پاک و پاکیزہ تھین اور اس کافور سے جو رسولخداؐ
کے لیے بہشت سے لایا گیا تھا اور اُن کے حنوط سے بچ رہا تھا اُس سے
مین نے حنوط کیا اور پارچہ ہاے کفن مین اُنھین لپیٹا - اور جب مین نے چاہا کہ
انھین چادر مین سر تا سر لپیٹون اُسوقت مین نے آواز دی کہ اے ام کلثوم - اے
زینبؑ - اے فضہ - اے سکینہ - اے حسن - اے حسین آؤ اور اپنی مان کا آخری دیدار
دیکھلو کہ یہ وقت آخری ہے اسکے بعد ملاقات نہوگی مگر بہشت مین -
حسنینؑ نے آواز اپنے پدر بزرگوار کی سنی تو بے اختیار چیختے ہوے اپنی
مادر گرامی کیطرف دوڑے اور فریاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ واے حسرت

وافسوس کہ آتش فراق ہمارے جد امجد رسول خداؐ اور ہماری مادر گرامی فاطمہ زہرا
صلواۃ اللہ علیہا کی کبھی نہ بجھے گی۔ اے مادر غمدیدہ جب آپ خدمت مین
ہمارے جد بزرگوار کے پہونچین تو ہماری جانب سے سلام پہونچائیے گا اور
کہیے گا کہ اے جد بزرگوار ہم آپکے بعد دنیا مین بیکس و یتیم ہو گئے حضرت امیرؑ
فرماتے ہین کہ مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جب حسنینؑ نے یہ کلمات
جانسوز ان کی نعش مطہر کے پاس کہے فاطمہؑ نے ایک آہ سرد سینہ پر درد
سے کھینچی اور بکمال شوق دونون ہاتھ اپنے کفن سے نکالکر اپنے فرزندونکی
جانب پھیلائے اور دونوں کو دیر تک لپٹائے رہین اسوقت ہاتف نے آسمان
سے ندا کی کہ اے ابو الحسنؑ انھین فاطمہؑ سے جدا کرو۔ قسم خدا کی کہ ان کے رونے سے
ملائکہ آسمان رونے لگے اور دوست اپنے دوست کا مشتاق ہے۔ جناب
امیر المومنینؑ ارشاد فرماتے ہین کہ مین نے دونون فرزندون کو سینہ مبارک
حضرت فاطمہؑ سے جدا کیا اور بند کفن باندھ دیے اور یہ اشعار پڑھے حاصل
مضمون انکا یہ ہی۔ کہ فراق تمھارا اے فاطمہؑ امر عظیم ہے اور تمھارا غم ہوتا
شدید میری مصیبت ہی۔ مین گریہ و زاری کرتا ہون از روے حسرت کے
اور نوحہ کرتا ہون از روے اندوہ کے اس دوست پر کہ اسنے موت کی راہ
لی ہے اے آنکھ میری اشکباری مین بخل نہ کر اور اے آنکھ میری رونے میں
کمی نہ کر بس میرا رنج برابر رہیگا اور گریہ میرا میرے حبیب پر ہمیشہ رہیگا
بعد اسکے امیر المومنین علیہ السلام نے بدن مبارک جناب سیدہؑ کا اپنے
ہاتھ پر اٹھایا۔

کافی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جناب
فاطمہؑ بعد اپنے پدر بزرگوار کے پچھتر روز زندہ رہین اور اس مدت مین

کسی نے اُن معصومہؑ کو شادان وخندان نہین پایا۔ اور ہفتہ مین دو بار شہدائے اُحد کے قبور کی زیارت کو جایا کرتی تھین روز دوشنبہ اور پنجشنبہ مین اور فرماتی تھین کہ اس جگہ رسولخداؐ تھے اور اس جگہ مشرکین"

اور بروایت ابان حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ وہ معصومہ قبور شہدائے اُحد پر نماز پڑھتی تھین اور دعا فرماتی تھین اور اسیطرح اپنی وفات تک کیا کین" کتاب مذکور مین ہشام نے بھی مثل اسی کے روایت کی ہے" اور اسی کتاب مین حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب سیدہؑ پر بعد ان کے پدر بزرگوار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے ظلم کیا گیا تو وہ معصومہ اپنے پدر عالیقدر کی قبر پر تشریف لائین اور اپنے ظلم کی شکایت کی اور چند شعر پڑھے کہ حاصل انکا یہ ہے کہ وہ اے بابا آپکے بعد بہت سے فتنے اور فساد برپا ہوے۔ اور آوازین بلند ہوئین اگر آپ زندہ ہوتے تو یہ کچھ نہوتا آپ کے انتقال کر جانے سے ہم مثل اُس زمین کے ہوگئے جسپر پانی نہین برستا۔ اور اے بابا آپ کی قوم مین خلل واقع ہوا پس آپ ان کے حال سے مطلع ہو جیے"

کتاب اقبال الاعمال مین کتاب التعریف للمولد شریف سے نقل کیا ہے کہ وفات حضرت فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کی تیسری تاریخ جمادی الثانی کو واقع ہوئی۔ اور کتاب مناقب مین مروی ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے بعد وفات اپنے پدر بزرگوار کے چند شعر پڑھے کہ حاصل مضمون اُن کا یہ ہے کہ وہ ہم بسبب مفارقت اُن جناب کے مصیبت زدہ ہوگئے ہین کہ وہ جناب پاکیزہ خلقت اور صاف طبیعت اور عالی نسب تھے" اور بعد اسکے بطریق التفات خطاب اُن جنابؐ سے فرمایا کہ وہ اے بابا آپ مثل شب چاردہ کے تھے اور

تمام عالم آپکے باعث سے روشن اور منور تھا اور آپ پر نازل ہوتے تھے خدا کی جانب سے جبرئیلؑ اور کتابین اور روح القدس ہماری زیارت کو آتے تھے پس آپ ہمسے غائب ہوگئے اور تمام نیکیان پوشیدہ ہوگئیں کاش مین آپسے پیشتر مرجاتی۔ جب آپنے انتقال فرمایا ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ حائل ہوا اور مجھپر وہ مصیبت پڑی ہے کہ کسے مصیبت زدہ پر عرب اور عجم سے ایسی مصیبت نہین پڑی وہ شہر جو وسیع و فراخ تھے ہمپر تنگ ہوگئے۔ اور دونون نواسے آپکے حسنؑ و حسینؑ گرفتار ذلت و خواری ہوے اور قسم خدا کی کہ آپ بہترین خلائق تھے اور سب لوگون سے زیادہ سچے تھے۔ اور ہم جب تک کہ جیتے ہین اور باقی رہین گے ہماری آنکھیں آپکو روتی رہین گی،،

اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو جناب فاطمہ علیہا السلام کو ہرگز کبھی ہنستے ہوے نہین دیکھا جب تک کہ دنیا سے رحلت فرمائی،،

مصیبت دوم غصب خلافت ہے۔ چنانچہ عیاشی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ ،،ام سلمہ رضی اللہ عنہا حالت مرض جناب فاطمہ علیہا السلام مین ان معصومہ کی عیادت کو گئین۔ اور پوچھا کہ کس طرح صبح کی آپ نے اے دختر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان معصومہ نے جواب دیا کہ صبح کی مین نے اس حال مین کہ میرا دل درد و الم سے مجروح اور اندوہناک و غمناک ہے مفارقت نبیؐ مختار اور مظلومیت حیدر کرار سے۔ بخدا کہ دریدہ ہوا پردہ حرمت رسول خداؐ کا

اور غصب کیا گیا منصب امامت وصی رسول خداؐ کا۔ برخلاف کیا گیا حکم قرآن اور حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور اس فتنہ کا سبب وہ برائی کینے تھے جو جنگ بدر اور احد سے سینہ منافقین مین بھرے ہوے تھے اور حضرت کے زمانہ مین نفاق کی راہ سے انھین چھپا رکھا تھا اور فرصت کے منتظر تھے جب فرصت پائی تو مجھپر محنت اور رنج کا مینہ برسایا اور کمان کفر سے ظلم کے تیر میری طرف پھینکے،،

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ کتاب معانی الاخبار مین فاطمہ دختر امام حسینؑ سے روایت کرتے ہین جب مرض جناب سیدہ علیہا السلام کا شدید ہوا تو زنان مہاجرین وانصار معصومہ کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگین کہ آپنے کسطرح صبح کی اے دختر رسولؐ جناب فاطمہؑ نے جواب مین کہا کہ واللہ صبح کی مین نے درحالیکہ تمھاری دنیا سے بیزار ہون۔ اور دشمن و بیزار ہون تمھارے مردون سے مین نے ترک کیا انھین قبل اسکے کہ ان کی آزمائش کرون اور انکے امتحان کے لئے بن دندان سے انھین بلاؤن اور بیزار ہوئی مین انسے بعد امتحان کے۔ اور دریافت و مشاہدہ کر لینے انکی خصلتون اور اطوار کے۔ پس برا حال ہو دم شمشیر کا انکی کہ ہماری مدد مین کند ہو گئین۔ اور برا حال ہو انکے نیزون کا کہ وہ بھی سست ہو گئے ہماری مدد مین اور برا حال ہو اضطراب رائے کا انکی کہ ہماری اعانت نہ کی۔ اور برا ہے وہ جو انکے نفس امارہ نے ان کے لئے آگے انکے بھیجا بدرستیکہ غضب خدا انپر ہے اور وہ ہمیشہ عذاب الہی مین رہین گے۔ اور قسم خدا کی کہ زر و بال غصب خلافت کا انکی گردنون مین مثل گلے بند کے بند ہے گا اور عار و ننگ غصب خلافت انھین ہر جانب سے گھیرے ہے پس انکی ناکین کٹی رہین اور نہ انھین خدا کی رحمت سے دوری اور ہلاک نصیب رہے اور دور اسے ہو انپر

کہ کتنا دور ڈالا خلافت کو اُنھون نے اُن لوگون سے کہ کوہ ہای استوار رسالت اور
اساس نبوت کے ہین اور وحی کے اُترنے کی جگہہ ہین اور اُمور دنیا و دین
کے ماہر ہین۔ جانو کہ یہی نقصان اور زیان کاری ظاہر۔ اور کس سبب سے ابو الحسنؑ
پر کراہت و عتاب کیا اُنھون نے؟ قسم خدا کی کہ کراہت نہین کی اُنھون نے
مگر بسبب اسکے کہ وہ جہاد کرتے تھے اپنی شمشیر سے راہ خدا مین۔ اور بہ شدت حملہ کرنے سے
انکے اور صدمۂ ضربت اور غیظ و غضب سے ان کے راہ خدا مین۔ واللہ اگر وہ
باز رکھتے ایک دوسرے کو اور اُس مہار کے لینے مین جیسے جناب رسالتمآبؐ
نے علیؑ کے ہاتھ مین سپرد کی تھی اور وہ متولی امر امامت کے ہین تو ہر آئینہ وہ
حضرت متعہد امر خلافت کے ہوتے۔ اور لوگون کو سہولت کی راہ سے حق
کی طرف لیجاتے۔ اور اُنھین سرچشمۂ پاکیزہ و لبریز پر پانی شیرین و صاف سے
سیراب کرتے اور اُنکی آرزو کے کاسہ کو آبِ خوشگوار احکام شرعیہ سے
لبریز کرتے۔ اور وہ جناب خود منتفع نہوتے نفع زائد سے مگر تھوڑا پی لینے اور
کھا لینے سے کہ سد رمق اس سے حاصل ہوتا۔ اور اُسوقت مین ابواب برکت
و رحمت الٰہی آسمان و زمین سے اُنپر کھولے جاتے۔ اور عنقریب خداوند عالم
انتقام لیگا ان سے جیسا کہ اُنھون نے کیا ہی"
وہ آگے آؤ۔ اور سنو! کہ زمانہ ایک نہج پر قرار نہین رکھتا ہی اور ہمیشہ متغیر و
متبدل رہتا ہی اور جب تک تم زندہ ہو زمانہ تمھین ہر روز غم عجیب و غریب
دکھائے گا۔ اور اگر تم کو کسی امر مین تعجب ہو تو تعجب کرو اس سانحہ عجیب اور
حادثۂ غریب سے کہ پیش آیا ہے۔ دیکھو کہ یہ لوگ کس تکیہ گاہ سے تکیہ کیے
ہین اور کس ریسمان کو ہاتھ مین لیے ہین۔ قسم خدا کی کہ اختیار کیا اُنھون نے
اراذل کو اشراف پر اور ادنی کو اعلی پر۔ پس ناک مین اس قوم بد نہاد کی

خاک مذلت پر رگڑ بجائین - وہ اس گمان مین ہین کہ نیک کام کرتے ہین- آگاہ ہو کہ وہ مفسد ہین اور انھین اسکا شعور نہین ہے- آیا وہ شخص ہدایت کریگا راہ حق کی جو لائق پیروی کے ہو- یا وہ شخص جسنے ہدایت نپائی ہو راہ حق کی- وہ کیونکر دوسرے کو راہ راست کی رہنمائی کریگا- پس کیا حال ہے تمھارا کیونکر حکم کرتے ہو"

"قسم ہے بقا اور ابدیت خدائے عزوجل کی کہ تمھارے فساد اور فتنہ کا ناقہ باردار اور حاملہ ہوا اور صبر کرو اور انتظار کرو تاکہ وہ فتنہ کا ناقہ نتیجہ عذاب کا جنے - اُس سے تم دوہ لینا بجاے دودھ کے خون تازہ - اور زہر ہلاہل کو- اور اپنے کاسون کو اُس سے لبریز کر لینا- اُسوقت نقصان مین ہونگے وہ لوگ جو گمراہی کے مروج ہین اور انجام کار اس طریقہ کا جانین گے جسکا آغاز کیا تھا- پس خوشی سے ہلاک پر آمادہ ہو- اور مہیا عذاب الٰہی کے رہو- اور اپنے دلون کو اسپر مستعد رکھو- اور بشارت ہو تم کو شمشیر بران کی - اور فتنہ اُٹھانے والے بشارت پاؤ کہ تسلط اور غلبہ ظالمون کا تمپر اسطرح ہوگا کہ تمھاری جماعت کی کثرت ہی پریشان اور زائل ہو گی اور تمھاری زراعت خراب اور ویران ہو جائے گی پس جاے حسرت و افسوس ہے تمپر اور کہان سے ہدایت پاؤ گے بدرستیکہ تمھین پنہاکے گی رحمت پروردگار- لیکن ہمنے تمپر اُسے لازم کردیا حالانکہ تم اس سے کارہ ہو"

اور نیز دوسری اسناد سے حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہو کہ جب وفات جناب سیدہؑ کی نزدیک ہوئی مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ آیا تم میری وصیت مانوگے اور میرے عہد پر قیام کروگے؟ مین نے کہا کہ ہان- مین تمھاری وصیت مانون گا- اُن معصومہؑ نے کہا کہ مین وصیت کرتی ہون کہ جب

مین اس دنیا سے رحلت کر جاؤن تو مجھے رات کو دفن کرنا۔ اور خبردار اُن
مردون کو کہ جن کو مین نے منع کیا ہے اجازت نہ دینا کہ میرے جنازے پر
حاضر ہون" جب بیماری اُن معصومہؑ کی شدید ہوئی زنان مہاجر و انصار
اُن معصومہؑ کے پاس عیادت کو جمع ہوئین اور پوچھا کہ کسطرح صبح کی
آپ نے اپنے مرض سے اے دختر رسولؐ ؟ فرمایا کہ مین نے صبح کی درحالیکہ
کراہت کرنے والی ہون دنیا سے" آخر حدیث تک کہ مذکور ہوئی۔

اور کتاب احتجاج مین سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ کہا اُس نے کہ آخر
مرض مین حضرت فاطمہؑ کے زنان مہاجرہ و انصار خدمت مین اُن معصومہؑ کی
عیادت کے لیے جمع ہوئین اور پوچھا کہ کس طرح صبح کی آپ نے اس بیماری مین
کہ آپکو ہے۔ اے دختر رسولؐ ؟ پس حضرت فاطمہؑ نے بعد حمد و صلوۃ اپنے
پدر بزرگوارؐ کے فرمایا کہ صبح کی مین نے درحالیکہ کارہ ہون تمھاری دنیا سے۔
اور بغض و دشمنی رکھتی ہون تمھارے مردون سے۔ مین نے اُنھین ترک کیا بعد
انکی آزمائش کے اور ان کے حال کے دریافت کرنے کے۔ اور بغض رکھا مین نے
اُنسے بعد امتحان و مشاہدہ سیرت و اطوار اُن کی کے پس برا ہو ان کا کہ انکی
تلوارون کی تیزی ہماری اعانت و یاوری کرنے مین کند ہو گئین۔ اور اُنھون نے
دین کو لہو و لعب اور باطل قرار دے رکھا قبل اسکے کہ اسکو کوشش اور جد سے
حاصل کیا تھا۔ اور اپنے کو اُنھون نے مغلوب و مقہور دشمنون سے کر دیا۔ اور
انکے نیزے ہماری مدد مین سست ہو گئے اور اُنکی رائین ہمارے بارے مین
ضعیف و مضطرب ہو گئین اور بسبب ہوائے نفسانی کے ہماری اعانت سے
دست بردار ہو گئے۔ اور برا ہے جو کچھ کہ اُن کو نفسہاے امارہ نے بتایا ہے
تحقیق کہ عذاب خدا اُنپر ہے اور وہ ہمیشہ عذاب خدا مین رہین گے۔

دا و را در دعوی ہبہ کاذب قرار دہند کہ از ان معصومہ طلب بینہ نمایند۔ و بان بینہ او را قابل التفات و سماعت ندانند۔ و ہرگاہ آن معصومہ در دعوی ہبہ فدک دروغگو قرار دادہ شد بعد ازان دعوی وراثت نمود کہ من دختر رسولخداؐ ام ترکہ آنحضرتؐ بمن می رسد چنانکہ در ملل و نحل مذکور است کہ فاطمہؑ دعوی فدک نمود تارۃً وراثۃً و تملیکاً اخری۔ ابوبکر باستماع اینقول فاطمہؑ گفت کہ مال پیغمبرؐ صدقہ می باشد و بطور وراثت باحدے نمیرسد۔ چنانچہ در صحیح بخاری است و ملخصش آنکہ از عائشہ روایت است کہ فاطمہؑ دختر رسولخداؐ کسے را نزد ابوبکر فرستاد برائے طلب میراث خود از مال رسولخدا از چیزیکہ فی کردہ بود خدا بر او در مدینہ و فدک و چیزیکہ باقی ماندہ از خمس خیبر۔ پس ابوبکر در جواب گفت کہ رسولخداؐ فرمودہ کہ مال مرا کسے وارث نمیشود چیزیکہ گذاشتہ ام صدقہ است" پس انکار کرد ابوبکر ازینکہ دفع نماید بطرف فاطمہؑ چیزے را یعنی از دادن فدک انکار نمود پس خشمناک شد فاطمہؑ بر آن (یعنی ابوبکر) در این امر و مہاجرت نمود از ابوبکر۔ پس نہ کلام کرد از ابوبکر تا آنکہ وفات یافت و زندگانی کرد بعد رسولخداؐ شش ماہ۔ پس ہرگاہ وفات یافت دفن کرد او را شوہر او علیؑ بوقت شب و نہ اجازت داد ابوبکر را کہ بر جنازہ بیاید" انتہی

میگوییم کہ ازین روایت عدم رضائے فاطمہؑ زہرا از ابوبکر تا دم مرگ بخوبی ثابت است و ابن حجر نیز در شرح بخاری عدم رضای فاطمہؑ از ابوبکر تا دم واپسین بوجہ احسن باثبات رسانیدہ۔ و ہم شیخ عبدالحق دہلوی در ترجمہ مشکوٰۃ

لہ در شرح مشکوٰۃ فاضل جلیل شیخ عبدالحق دہلوی مینویسد کہ "درین مشکل ترین قضایا قصہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا است زیرا کہ اگر بگوییم کہ او جاہل ازین سنت بود یعنی حدیثیکہ ابوبکر نقل کردہ و بموجب ان فدک گرفتہ بعید است از فاطمہؑ و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتادہ او را سماع حدیث از آنحضرتؐ مشکل میشود کہ بعد از سماع از ابی بکر و شہادت سایر صحابہ بران پس چرا قبول نکرد و در غضب آمد و اگر غضب او پیش از سماع حدیث بود پس چرا برنگشت از غضب خود تا آنکہ امتداد کشید" انتہی

عدم رضائے آن معصومہ از ابوبکر الی آخر عمر بیانکردہ۔ پس کسانیکہ روایت موضوعہ متضمنہ رضائے ان معصومہ از ابوبکر مقابل روایت صحیحہ بخاری پیش کنند قابل سماعت نیست کہ سراسر موضوع است"۔

اگر عداوت فاطمہؑ و علیؑ در خاطر او ممکن نمی بود وضع این روایت لانورث ہم محفوظ از خاطر او نیشد۔ و شبہہ نیست کہ جناب امیر علیہ السلام ابوبکر را واضع این روایت می داشتند و در گرفتن فدک او را غاصب اعتقاد میکردند۔ چنانکہ در جمیع الجوامع سیوطی مذکور است کہ ابن جلندری نزد رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہدیہ فرستاد آنحضرتؐ وفات یافتہ بود۔ و ابوبکر خلیفۂ آنحضرت گردیدہ بود۔ پس ہدیہ را بابوبکر داد۔ پس جناب امیرؑ بر جست و گفت کہ این ہدیہ جلندری است کہ برائے رسولخداؐ فرستادہ است این فدک نیست چرا میگیری"۔

و عسقلانی در لسان المیزان در ترجمہ محمد بن عبداللہ مینویسد کہ "واعظ بلخی روزے در مجلس خود گفت کہ جناب فاطمہؑ روزے گریہ و بکا نمود پس گفت علیؑ ای فاطمہؑ چرا گریہ میکنی۔ آیا من فدک را از دست تو گرفتہ ام۔ آیا من غصب حق تو نمودہ ام۔ آیا من ترا اذیت رسانیدہ ام"؟ پس از ہمچو روایات بخوبی واضح است کہ جناب امیرؑ حضرت ابوبکر را غاصب می دانستند۔ و در نہج البلاغت کہ باعتراف قوشجی و تفتازانی و گازرونی۔ و ملا یعقوب لاہوری۔ و ابن اثیر در نہایہ و صاحب مجمع البحار۔ و صاحب مجمع الامثال۔ کلام جناب امیرؑ است مذکور است کہ آنجناب بعامل خود نوشت "یعنی آرے بود در دست ما فدک از ہر آنچہ سایۂ انداخت بر آن آسمان پس بخل کرد بر آن نفوس قوم۔ و بخل کرد از ان نفوس دیگران" انتہی۔

و در فتح الباری شرح بخاری مذکور است "ثم انما یتقی ان ظلم من

خالفہما فی ذالک - یعنی بدرستیکہ علیؑ و عباس اعتقاد میکردند ظلم کسی را کہ مخالفت کند ایشان را در قصہ فدک "

بخاری و مسلم - و ابو داؤد - و نسئی - و ابن حبان - و احمد بن حنبل و ابن سعد وغیرہ سے کنز العمال مین نقل کیا گیا ہے کہ فاطمہؑ بنت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا اور اپنی میراث جناب رسولخداؐ کے مال سے طلب کی - اور جو کچھ کہ خدا نے انہین مدینہ مین (فئ) سے عنایت کیا تہا اور نیز فدک و خمس جو خیبر سے باقی رہا تہا حضرت نے مطالبہ کیا - ابوبکر نے کہا کہ مین نے پیغمبر خداؐ سے سنا ہی کہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہی" اور قسم خدا کی مین صدقہ مین کوئی تغیر نہ کرونگا - اور وہی طریقہ جاری رکھونگا جو عہد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ مین تھا" پس ابوبکر نے جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے مطالبہ مین سے کچھ نہین دیا"

ابن حزم نے کتاب معلی مین لکھا ہے کہ "ہبہ فدک مین علیؑ ابن ابیطالبؑ نے فاطمہؑ کے حق مین گواہی دی - اور انکے ساتھ ام ایمن نے بھی گواہی دی پس ابوبکر نے کہا کہ اگر تمہارے ساتھ ایکمرد اور ایکعورت گواہی اور دیتی تو مین تمہارے حق مین فیصلہ کرتا" چنانچہ اس شہادت کا ذکر جواہر العقدین اور صواعق محرقہ مین بھی درج ہے"

ابن اثیر نے اپنے لغت نہایۂ مین "لمعہ" کے معنے مین یہ لکھا ہے کہ "ایک خطبہ اسی نام کا (خطبہ لمعہ) جناب سیدہؑ نے ابوبکر کے سامنے بیان کیا - (مگر وہ خطبہ نہین لکھا) فرقہ شیعہ مین وہ خطبہ مندرج ہے اور وجود اس خطبہ کا ایک امر بدیہی سے ہے لہذا اہلسنت والجماعتہ نے اسکو بدلکر اور کچھ تخفیف کر کے ذکر کیا ہے جسکو ابوبکر جوہری نے کتاب ثقیفہ مین لکھا ہے - اور اسکو ابن

ابی الحدید نے بھی نقل کیا ہے "
ابو بکر جوہری لکھتے ہین کہ "جناب سیدہ ؑ کو معلوم ہوا کہ ابو بکر نے دل مین
ٹھان لی ہے کہ فدک سے انکو محروم رکھینگے تو حضرت فاطمہ ؑ نے نقاب اپنے
چہرہ پر ڈالی اور اپنی قوم کی عورات کے جھرمٹ مین تشریف لائین۔ اور
دامن مبارک زمین پر کھینچتی ہوئی اور رخط دیتی ہوی آتی تہین (جو ایک علامت
غیض وغضب کی ہی) اور طرز رفتار جناب کی کسیطرح بھی جناب رسول خدا
کی رفتار سے مختلف نتھی۔ یہانتک کہ ابو بکر کے پاس (مسجد) مین پہونچین۔
ابو بکر مہاجر و انصار کے درمیانمین بیٹھے ہوئے تھے اُسوقت جناب سیدہ ؑ
کی اور ابو بکر کے درمیان ایک سفید اور مہین چادر کی اوٹ کی گئی۔ اسکے بعد
حضرت نے ایک نہائت دردناک آہ کھینچی کہ تمام لوگ رونے لگے۔ اور آپ
دیر تک خاموش بیٹھی رہین یہانتک کہ لوگونکا جوش گریہ کم ہوا اور ساکت
ہوئی۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا "(خطبہ لمعہ) آغاز کرتی ہونمین اسکی
حمد سے جو حمد اور بخشش اور بزرگی سب کی لئے اولی ہے۔ شکر خدا کا اُن نعمتوںپر
جو اُس نے عنائت فرمائین۔ اور شکر ہے اُسکا اس امر پر کہ اُس نے اپنا شکر
کرنا الہام فرمایا" (یہ خطبہ نہائت فصیح و بلیغ ہے اور جسکے آخر مین فرماتی ہین "
کہ ڈرو خدا سے جو حق اسکے ڈرنے کا ہے۔ اور اطاعت کرو اُسکی جس امر مین
اُسنے حکم دیا ہے کیونکہ خدا سے اُسکے بندونمین ڈرنیوالے علماء ہوتے ہین
اور حمد کرو اُس خدا کی جسکی عظمت اور نور کیوجہ سے خواہش کل اہل سماوات
اور ارض کو ہے اور اُسکی طرف وسیلہ ہے۔ اور ہم اُسکی خلقت مین وسیلہ ہین
اور ہم اُسکے مخصوص بندے ہین۔ اور ہم جائے نزول تقدس اُسکے ہین اور ہم
اسکی حجتہ ہین غیب (یعنی عالم شہود) مین۔ اور ہم اُسکے انبیاء کی وارث ہین ع

مین ہون فاطمہ صلی اللہ علیہ و آلہ مین ابتداء سے بیان کرتی ہون اور جو کچھ کہتی ہون
وہ خلاف حق و انصاف نہین کہتی ہون۔ پس میری بات کو ایسے کانون سے سنو
جو یاد رکہین۔ اور ایسے دلون سے جو اسکے نگہبان ہون۔ خدا فرماتا ہے لقد
جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم ط
پس اگر تمہین آن (رسولخدا) سے محبت ہو تو تمہین معلوم ہوگا کہ وہ میرے باپ ہین
تمہارے باپ نہین ہین۔ اور وہ میرے ابن عم کے بھائی ہین نہ تم لوگون کے
(یہان سے خطبہ پھر چھوڑا گیا ہے) اب تم یہ گمان کرتے ہو کہ مین اپنے باپکا
ورثہ نپاؤن تو کیا جاہلیت کا حکم پھر پسند کرتے ہو۔ جو لوگ صاحبان یقین
ہین انکے نزدیک خدا سے بہتر کوئی حکم اور فیصلہ کرنے مین نہین ہے۔
بڑے افسوس کا مقام ہے اے گروہ اسلام! میرے باپکا ورثہ ظلم و جور سے
چھینا جائے۔ آیا خدا کو اے پسر ابو قحافہ نہین منظور ہے کہ تم اپنے باپ کے
وارث ہو۔ اور مین اپنے باپ کا ورثہ نپاؤن۔ تم یہ انوکہی بات کرتے ہو"
خیر لو اسے ناک مین نکیل ڈالکر اور پالان کسکر لیجاؤ۔ روز حشر کو ملاقات ہوگی
اُسروز کیا خوب حاکم خدا ئی اور کیا خوب مدعی رسول اللہ ہونگے۔ اور قیامت
ہماری اور تمہاری وعدہ گاہ ہے اور اُسوقت اہل باطل کو زیانکاری نصیب
ہوگی۔ اور ہر ایک چیز کیلئے ایک مقام ہے قرار گاہ۔ اور بہت جلد معلوم ہو
جائیگا کہ کس شخص پر عذاب خوار کنندہ نازل ہوگا۔ اور وہ کون شخص ہوگا جو
عذاب دیرپا مین گرفتار ہوگا"
(اسکے بعد حضرت نے اپنے والد ماجد کی قبر کیطرف منہ کرکے ہند بن
اثاثہ کا یہ شعر پڑہا) (ترجمہ) آپکے بعد بڑے بڑے واقعے اور بڑے بڑے ظلم ہوئے
اگر آپ موجود ہوتے تو کاہیکو ایسا واقعہ سخت ہوتا۔ آپکے بعد لوگون نے اپنے دلونکی

عداوت اور مخفی امور ظاہر کردئی۔ جب آپنے انتقال فرمایا اور اُنکے اور ہمارے
درمیان بڑے بڑے ٹیلے خاک کے حائل ہوگئے اور آپ ہمسے غائب ہوگئے
(یا آپ درمیان سی ہمارے اُٹھگئے) تو لوگون نے بہت مُنہ بنا بنا کر ہمکو دیکھا۔ اور
ہمارا استخفاف کیا۔ اور اُسیکا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے حقوق ضبط کیجاتے ہین
(راوی کہتا ہے کہ جسقدر زن و مرد اُس روز روئے ہین اسقدر کبھی نہین
روئے۔ اسکے بعد جناب سیدہ مسجد مین انصار کیطرف رجوع ہوئین اور فرمایا کہ اے گروہ
باقیماندگان۔ اور اے یاوران ملت۔ اور اے اسلام کے گو دیو نمین کہلانے
والو! تم میری مدد سے کیوں تھک گئے۔ اور میری نصرت سے کیون سست ہوگئے
اور میرے حق مین کیون چشم پوشی کرتے ہو۔ اور میرے اوپر جو ظلم ہوا ہے اُس سے
کیون اونگھ رہے ہو۔ کیا رسول اللہؐ یہ نہین فرماتے تھے کہ انسانکی پاسداری اسکی
اولاد کے حق مین کیجاتی ہے۔ بہت جلد تم نے دین مین احداث کیا۔ اور بہت
جلد تملوگون نے اپنا کام کرلیا۔ اور اپنے رسولؐ کے مرنے سے تمنے اُن کے دین کو
بھی مردہ کردیا۔ آگاہ ہو۔ مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ انکی موت بڑا امر عظیم ہے
کہ جسکے سبب سے دور تک سستی پھیل گئی۔ اور اسکا شگاف اور رخنے چھپائے
جاتے ہین اور زمین اُنکی موت سے تیرہ و تار ہوگئی۔ اور پہاڑ اس مصیبت مین
مین پست ہوگئے اور اُمیدین منقطع ہوگئین۔ اُن کے انتقال کے بعد اُنکے حرم
ضائع ہوگئے اور انکی ہتک حرمت کی گئی جسکی حفاظت کا حکم تھا۔ اور وہ ذلیل سمجھی گئی
اور یہ وہ مصیبت ہے کہ اسکا اعلان کتاب خدا مین خدا نے قبل موت رسولؐ
کردیا تھا اور جناب رسولخدا تمکو اپنے وفات سے پہلے خبر دیگئے تھے۔ خدا فرماتا ہے
ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ط افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ
اعقابکم و من ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا و سیجزی اللہ الشاکرین

کیون اے قبیلۂ اوس دخزرج کہ میرے باپ کی میراث غصب کی گئی اور تم دیکھتے
اور سنتے رہے؟ اور تم سے برابر مدد مانگی گئی۔ اور برابر تم ٹکا سے گئے۔ تمہارے
پاس سامان تھا۔ گروہ تھا۔ تمہارے پاس گھر تھے۔ سپرین تھین۔ تم برگزیدگان
خدا تھے۔ اور وہ لوگ تھے جنہین پروردگار نے انتخاب کیا تھا۔ تمہین لوگ
تھے جنھون نے عرب کے مقابلہ مین سبقت کی۔ اور مصیبتون پر اکیدم سی جا پڑے
اور بڑی بڑی مصیبتون سے مقابلہ کیا۔ یہانتک کہ تمہارے بدولت اسلام کی چکی
چلنے لگی۔ اور دودہ اسکا بہنے لگا۔ اور آتش جنگ بجھ گئی۔ اور جوش کفر و
شرک فرو ہوا۔ اور جدال و قتال کی آوازین پست ہوئین اور نظام دین
مستحکم ہوا۔ آیا بعد اس پیشقدمی کے تم پیچھے ہٹ گئے۔ اور بعد اس حملہ کے تم اُلٹے
پاؤن پلٹ گئے اور بعد شجاعت کے بزدل ہو گئے۔ اُس قوم کے سامنے
جو عہد کر کے اپنی قسمون سے پلٹ گئے تھے۔ اور اُسقوم کے سامنے جو
تمہارے دین مین طعن کرتے تھے۔ پس لڑو اور جنگ کرو ان آئمۂ کفر سے
اُنکا کچھ ایمان یا عہد نہین ہے۔ شاید کہ یہ لوگ باز آجاوین۔ آگاہ ہو مین
دیکھتی ہون کہ تمنے رجوع کی راحت کیطرف اور مایل ہو گئے آرام کیطرف
پس جو چیز تمہارے پاس محفوظ رکھی گئی تھی اُس سے تمنے منھ پھیرا۔ اور جو چیز
امانت تھی اُسی بھی ضایع کیا۔ اور تم کیا ہو۔ اگر تمام اہل زمین بھی کافر ہو
جائین تو بھی خدائی محمود اور ستودہ بی نیاز رہیگا۔

آگاہ ہو کہ جو کچھ مینے تم سے کہا یہ اسوجہ سے تھا کہ مین خوب سمجھتی ہون
اس ترک نصرت کو جو تم مین خمیر ہو گئے ہے۔ اور تمہارے نیز دلمین
کجی آگئی ہے۔ اور تمہارا الیقین ضعیف ہو گیا ہے۔ خیر لیجاؤ اسکو۔ مگر پرہیز
کرنا اس سے کہ یہ پشت دکھلانی والی ہے۔ اور موزہ اسکے شوراخ دار ہین

ننگ وعار اسکا ہمیشہ باقی رہیگا اور جو اسکے ہتکھنڈے ہین انکا داغ اسپر لگا ہے یہ اس آتش روشن خدا سے متصل ہے جو دلون کو جہانک رہی ہے کیونکہ جو کچھ کررہے ہو اسے خدا دیکھ رہا ہے اور قریب ہے کہ ظالم لوگ جان لینگے کہ کیسی بازگشت ہونیوالی ہے" دیکھو کتاب ثقیفہ ابوبکر جوہری - و ابن ابی الحدید کو۔

علاوہ ابن اثیر صاحب نہایہ اور زمخشری صاحب کتاب فائق اور مسعودی صاحب مروج الذہب کے۔ کہ انھون نے اس خطبہ کہ صحت سے اقرار کیا ہے اور بعضے لغات کو سند پکڑا ہے اس خطبہ سے اور اسکے فقرات کو لکھا ہے ان کے سوائے شعبی کہ جو محدثین سنت جماعت سے ہے اس نے بھی ایکبارہ اس خطبہ کا روائت کیا ہے چنانچہ تذکرہ خواص الائمہ مین سبط ابن جوزی نے لکھا ہے" از تحفہ الاشعریہ مقصد دوم صفحہ ۲۸۲ -

مگر چونکہ اس خطبہ مین حضرت ابوبکر پر طعن ہے اور ظلم آپکا ثابت ہوتا ہے تو بعض علماء سنت جماعت نے حکم کیا ہے کہ یہ خطبہ موضوع ہے اور کلام حضرت فاطمہؑ نہین ہے - لیکن جسوقت کہ خود محدثین اہل سنت نے اسکو روائت کیا ہے تو پھر یہ قول انکا قابل اعتبار کسیطرح نہین ہے، اور باوجود اسکے خود علماء اہلسنت نے اس قول کو رد کیا ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے لآلی مصنوعہ" مین لکھا ہے کہ "ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ اس خطبہ کیواسطے اصل ہے" اور ایسے ہی شیخ رحمۃ اللہ نے تنزیہ شریعت مین لکھا ہے - اور احمد بن طاہر نے روایت کی ہے کہ مین نے پوچھا ابوالحسین زید بن علی بن الحسین بن علیؑ ابن ابیطالب سے کہ لوگ

اس خطبہ مین کلام کرتے ہین ؎ فرمایا کہ مشائخ آل ابوطالبؑ کو مینے دیکھا ہے کہ اسکو اپنے آباء و اجداد سے روایت کرتے ہین اور اپنی اولاد کو تعلیم کرتے ہین"

نہایہ ابن اثیر مین ہے کہ "جناب سیدہؑ نے درباب فدک حضرت ابوبکر پر عتاب کیا"

اور شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ میں "جناب سیدہ نے دعوی حسب عطاء رسولخداؐ کے پیش کیا - اگر عطا نہوتا تو ممکن نہین کہ نبیؐ پر اتہام کرتین - اور حضرت صدیق نے انکار کیا کہ فدک خالصہ رسول اللہ تھا - اور مفسرین اجماعاً خالصہ کہتے ہین - اور بجواب کلام جناب سیدہؑ حضرت صدیق نے جواب درشت دیا - اور جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے کلمۂ زشت کہا"

ایضاً فیہ صفحات ۲۹۳ و ۳۰۶ "جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے اور واپس کیا انھون نے فدک کو اولاد حسنؑ پر - اور بروایتے واپس کیا امام زین العابدینؑ کو - اور برابر اس خلافت مین فدک ہاتھ مین بنی فاطمہ کے رہا" اور یزید بن عاتکہ نے اپنی خلافت مین ضبط کرلیا اور اسوقت فدک ہاتھمین اولاد مروان کے چلا گیا بعدہٗ سفاح عباسی نے عبداللہ بن حسن کو واپس کیا - اور پھر ابو جعفر منصور نے ضبط کرلیا - بعدہٗ مہدی عباسی نے بنی فاطمہؑ پر رد کیا - بعدہٗ موسیٰ بن مہدی و برادرش ہارون رشید نے ضبط کرلیا - اور برابر عباسیون کے قبضہ مین فدک رہا مگر بعدہٗ مامون رشید نے پھر بنی فاطمہ کو واپس دیدیا"

؎ حسب قول قاضی احتشام الدین صاحب مصنف نصیحۃ الشیعہ کہ یہ روایت کتاب سبل السلام شرح بلوغ المرام ابن حجر عسقلانی مین بھی ہے" منہ و لف

شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ "ایک شاگرد نے مدرس بغداد سے پوچھا کہ فاطمہؑ صادق تھین؟ کہا ہان۔ اُسنے کہا پس کیون ندیا فدک کو؟ پس متبسم ہوا اُستاد اور کہا کہ اگر آج فدک دیدیتے تو کل روز فردا دعوی خلافت مین بھی بسبب صدیقیت فاطمہؑ کے دینا پڑتا"

صاحب دراسات اللبیب نے کہا ہے کہ "اہلبیتؑ معصوم تھے اور کل ائمہ طاہرین دعوی فدک مین ہمیشہ مستقل رہے۔ اور کبھی باز نہ آئے دعوی سے اور شیخین مال فدک سے متصرف ہوتے تھے اور اپنی خوراک کا مدار مقرر کیا تھا"

پس ان جملہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوئ فدک و میراث کا جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے کیا اور شہادت دی اسپر حضرت علیؑ اور اُمّ ایمن دایۂ جناب رسولخدا و حسنین علیہم السلام نے۔ اور بعدہٗ علیؑ و عباس نے بوقت خلافت حضرت عمر پھر دعوی کیا" اور بعد سماعت حدیث صدیق کے جناب سیدہ و اُمّ ایمن و علیؑ و عباس اور حسنین علیہم السلام نے منع ارث کی حدیث کو رد کیا اور قبول نہین کیا"

اور امام محمد باقر علیہ السلام بوقت خلافت عمر بن عبدالعزیز کے متصرف فدک ہوئے"

اور روائت کرتے ہین اُس حدیث سے کہ حضرت صدیق تنہا ہین"

مصیبت پنجم ۵
اپنی موت کی فکر۔ اور کم سن بچون کا غم:-

کتاب روضۃ الواعظین مین مروی ہے کہ "حضرت فاطمہؑ کو مرض لاحق ہوا اور چالیس روز تک طول اُس نے کھینچا۔ اور وہ معصومہ اپنی وفات کی خبر پر مطلع ہوئین تو اُمّ ایمن اور اسماء بنت عمیس کو بلا کر اُنسے علی بن ابیطالب کو

بلوایا اور فرمایا کہ "اے پسر عم میرے مجھے اپنی موت کی خبر پہونچی ہے اور
مین ایسا جانتی ہون کہ بہت جلد اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہونگی - اور تمکو
چند امورنکی وصیت کرتی ہون جو میرے دل مین ہین"

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دختر رسولخدا جو وصیت چاہو کرو"
جناب امیر علیہ السلام اُن معصومہ کے سرہانے بیٹھے اور جو جو گھر مین تھے
اُن سبکو باہر کر دیا"

حضرت سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ "ای پسر عم میرے مجھے تمنے کبھی
جھوٹا اور خائن نپایا ہوگا - اور اس مدت معاشرت مین مینے کبھی تمہارے
خلاف نہین کیا -

حضرت امیر ع نے فرمایا کہ معاذ اللہ تم بڑی خدا شناس پرہیزگار - اور بڑی
کریم وخدا ترس ہو - چہ جائیکہ مین تمکو اپنی مخالفت پر سرزنش کرون - اور
تمہاری رقت مجھے بہت گران ہے - اور نہایت شاق ہے تمہاری جدائی
مجھے - لاکن یہ جدائی ایسی ہے کہ اس سے چارہ کسیکو نہین ہے قسم خدا
کہ تمنے مصیبت رسولخدا کو تازہ کر دیا - اور مجھپر بہت عظیم ہے مرنا اور نہ پانا
تمہارا - انا للہ وانا الیہ راجعون - اُس مصیبت کے لئے کہ بہت
درد دینے والی ہے اور رنج والم پہونچانے والی ہے مجھے -

خدا کی قسم یہ مصیبت ایسی ہے کہ اسکا تسلی دینے والا کوئی نہین ہے
اور وہ مصیبت ہی جسکی عوض کوئی مصیبت نہیں ہوسکتی" تھوڑی دیر تک
دونون حضرات روتے رہے - امیر المومنین ع نے سر جناب سیدہ کا اپنے
سینہ سے لگالیا اور فرمایا کہ جو چاہو وصیت کرو - مین موافق اُسکے عمل کرونگا
جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اے پسر عم خدا تمکو

جزائے خیر دے" میری پہلی وصیت تو یہ ہے کہ تم میرے بعد دختر امامہ
سے عقد کرنا کیونکہ وہ میری اولاد سے میری ہی طرح محبت کرتی ہے۔ اور
مردونکو تزوج عورات سے ضرور ہے (اسی وجہ سے جناب امیرالمومنین ع
فرمایا کرتے تھے کہ منجملہ اُن چار چیزونکے جنھین مین ترک نہین کرسکتا دختر امامہ
ہے کہ اُس سے جدائی نہین کرسکتا کیونکہ ان کے بارہ مین حضرت فاطمہ نے
مجھے وصیت کی ہے")

بعدہٗ جناب سیدہ نے فرمایا کہ پھر مین تمھین وصیت کرتی ہون اے
پسرعم میرے کہ "میرے لئے تابوت بنانا۔ اسلئے کہ مین نے ملائکہ کو دیکھا
ہے کہ وہ میرے لئے تابوت بناتے ہین۔ امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ تم اُسکی
صورت بیان کرو۔ جناب فاطمہ نے اُسکی شکل بیانکی۔ اور اُن حضرت نے
تابوت اُن معصومہ کیلئے درست کیا اور اول تابوت جو زمین پر بنایا گیا
وہی تھا اور اس سے پیشتر کسی نے نہین دیکھا اور نہ ویسا بنایا تھا"

پھر فرمایا کہ مین وصیت کرتی ہون آپکو کہ میرے جنازہ پر کسیکو نہ آنے
دینا۔ اُنھین سے جنھون نے مجھپر ظلم کئے ہین اور میرا حق غصب کیا ہے اور
وہ دشمن میرے اور دشمن رسول خدا ص کے ہین۔ اُن مین سے کسیکو میرے
جنازہ پر نماز نہ پڑھنے دینا۔ اور نہ اُنکے تابعین مجھپر نماز پڑھین۔ اور
مجھے شب کیوقت دفن کرنا کہ سب سوتے ہون"

اوسوقت اُن معصومہ نے انتقال فرمایا۔ درود خدا آنپر۔ اور اُنکے
پدر بزرگوار۔ اور اُنکے شوہر عالی وقار اور اولاد اطہار پر آئنگی"

جب اہل مدینہ کو انکی خبر ہوئی تو عورتین اور مرد سب چیخ چیخ کر رونے لگے
اور بنی ہاشم کی عورات اُن معصومہ کے مکان مین جمع ہوئین اور سب نے

ایکبارگی ایسا گریہ کیا اور چیخین مار کر روئین کہ قریب تھا مدینہ انکی اوازسی لرزہ مین اجائی۔ اور وہ کہتی تھین کہ ای سیدہ۔ ای بنت رسول اللہ"
اور وہ لوگ گروہ گروہ پرسے کیلئے پاس حضرت کے جمع ہوتے تھے اور وہ حضرت بیٹھے تھے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ اگے انحضرت کے بیٹھے تھے اور رو رہے تھے اور لوگ انہین روتا دیکھکر روتے تھے ام کلثوم گھر سے نکل کر رسالتماب صلے اللہ و الہ وسلم کی قبر کے پاس آئین اور برقع اٹھا دیا۔ اور دامن انکا زمین پر کھنچا جاتا تھا۔ اور ردا اپنی لپیٹ لی تھی اور فرماتین تھین کہ ای بابا۔ ای رسول خدا۔ اج کے دن اپکی مصیبت ہم پر تازہ ہو گئی اور آج آپ دنیا سے گئے اور اپنے ہم سے مفارقت کی کہ اسکے بعد اب کبھی ملاقات نہوگی" اور لوگ جمع تھے اور نوحہ و گریہ کر رہے تھے۔ اور انتظار جنازہ کے باہر آنیکا کر رہے تھے کہ اسپر نماز پڑہین۔ ابو ذر نکلے اور کہا کہ واپس جاؤ۔ دختر جناب رسول خدا کا جنازہ اسوقت نہین اٹھایا جائیگا۔ زیادہ شب گذرنے پر اٹھیگا۔ پس لوگ متفرق ہو گئے۔ جب رات زیادہ گئی اور لوگونکے سونیکا وقت ہوا تو جنازہ باہر نکالا۔ حضرت امیر المومنینؑ و امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام اور عمار۔ و مقداد۔ و عقیل و زبیر۔ و ابو ذر و سلمان اور بریدہ اور ایک گروہ بنی ہاشم سے۔ اور جو لوگ مخصوصین مین سے تھے ان حضرت کے۔ ان سبنی ان معصومہ پر نماز پڑہی اور اسی شب کو دفن کیا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے گرد قبر انمعصومہ کے سات قبرین اور بنا دین تاکہ معلوم نہو کہ قبر ان معصومہ کی کونسی ہے اور کہان ہے"
اور بعض مخصوصین آن حضرت نی روایت کی ہے کہ قبر انمعصومہ کی زمین سی

برابر کر دی کہ علامت قبر کی معلوم نہو۔ اور یہ اسلئے کیا کہ وہ لوگ قبر شریف کی جگہ معلوم نکر سکین اور اُسپر نماز نہ پڑھ سکین"

کلینی نے کتاب کافی مین حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام سے روائت کی ہے کہ جناب فاطمہ س نے وفات پائی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اُن معصومہ کو غیر دن سے مخفی کر کے دفن کیا اور قبر کا نشان مٹا دیا" پس رسالتماب ص کی قبر کیجانب منہ کر کے فرمایا کہ "سلام ہو آپ پر ای رسولخدا ص میری جانب سے۔ اور سلام ہو آپ پر آپکی دختر کیجانب سے۔ اور آپکی زیارت کرنیوالیکی جانب سے کہ آپکی زیارت کو آئی ہے اور آجکی شب آپکے بقعہ خاک مین سونے والی ہے اور خداوند عالم نے اُسے تمام اہلبیت مین آپکے اختیار کیا کہ جلد آپسے ملادے۔ اور آپکی برگزیدہ کے باعث سے صبر میرا کم ہوا۔ اور بہترین زنان عالم کی مفارقت سے ضعیف ہوی قوت میری۔ لیکن آپکی مصیبت پر صبر کرنے۔ اور آپکی مفارقت برتاب لانیکے سبب سے جو تاسّی اور پیروی آپکی سنت کی ہے۔ گنجائش ہے کہ ہم صبر کرین اس مصیبت مین۔ اور بتحقیق آپ کو مین نے اپنے ہاتھ سے قبر مین رکھا۔ بعد اسکے کہ روح مقدس نے آپکی میرے سینہ اور گلے مین فیضان کیا۔ ہان کتاب خدا مین ہے کہ اُسے عمدہ طرحسے قبول کیاجائے اور کہنا چاہئے کہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" آپنے اپنی امانت اور اپنی گرد مجھے واپس لے لی۔ اور لیلیا آپنے اپنی زہرا کو مجھسے۔ پس کیا بُرا ہے اسمان سبز اور زمین میری نظر مین۔ یارسول اللہ ص میرا حزن و غم ہمیشہ رہیگا۔ اور میری شب بیداری مین کٹے گی۔ اور یہ غم میرے دل سے نجائیگا یہانتک کہ خدا میرے لیئے وہ گھر مہیا کرے جہان آپ مقیم ہین۔ میرے دل مین زخم ہے پیپ لانے والا۔ اور پکنے والا۔ اور وہ رنج ہے کہ ہیجان مین لاتا ہے

کیا جلدی جدائی ہوئی ہے۔ مین اپنے حال کی خدا کیجانب شکایت کرتا ہون
اور بہت جلد خبر دینگی آپکو دختر آپکی اُس نصرت و اعانت کی جو آپکی اُمت نے
ایکدوسریکے حق غصب کرنے مین کی ہے اور ظلم کیا انکے بارہ مین۔ پس اُن سے
پوچھ لیجئے احوال کو کہ کتنے غم اُن کے سینہ مین بھرے تھے کہ کسی سے ظاہر
نکر سکتی تہین بہت جلد آپ سے بیان کرینگی۔ اور خدا اُنکے لئے حکم کریگا اور وہ
بہترین حکم کرنیوالا ہے۔ سلام میرا ہو آپ پر یا رسول اللہ۔ اور اے فاطمہ
اُس سلام اور وداع کرنیوالی کا سلام کہ اُسنے معاشرت سے کوئی ملال نہیں پہنچایا
اور دشمنی کی راہ سے مفارقت نہین کرتا ہے اگر تمہاری قبر کے پاس سے
جاؤن تو ملال کے باعث سے نہین ہے۔ اور اگر اقامت کرون تو بدظنی کی راہ سے
نہین ہے۔ اُس ثواب کے ساتھ جسکا وعدہ خداوند عالم نے کیا ہے صبر کرنے
والون سے۔ صبر بہت مبارک اور عمدہ ہے۔ اور اگر غلبہ اُن لوگون کا نہوتا
جو مجھپر غالب ہین تو مین ہمیشہ اقامت کو تمہاری قبر پر لازم کر لیتا۔ اور
تمہاری ضریح مقدس کے پاس معتکف رہتا اور نالہ و فریاد کرتا مثل گریہ
و زاری زن پسر مردہ کے۔ اس مصیبت بزرگ مین اور خدا دیکھتا ہے اور
جانتا ہے اسکو کہ آپکی دختر کو اور رسول اللہ کو اُسکے دشمنون کے خوف سے چھپا کر دفن کرتی ہین؀
شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مجالس اور شیخ ابو جعفر طوسی نے امالی مین حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام سے اور اُن جناب نے امام حسین ع سے
روایت کی ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام بیمار ہوئین تو اُن معصومہ نے
امیر المومنین سے وصیت کی کہ میری علالت کو چھپائین اور لوگون کو
مطلع نکرین۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اُن معصومہ کی وصیت
پر عمل کیا۔ اور خود وہ جناب اُن معصومہ کی بیمارداری مین مصروف رہے

اور اسماء بنت عمیس ان امور مین آن جنابکی اعانت کرتی تہین - اور
اس زمانہ مین احوال آن معصومہ کا لوگونسے پوشیدہ رکھا - جب آن
معصومہ کا زمانہ وفات نزدیک ہوا تو وصیت فرمائی کہ حضرت امیر المومنین ع
خود اُن معصومہ کی تجہیز و تکفین مین متوجہ ہون اور شبکو دفن کرین - اور
قبر ان معصومہ کی برابر کردین - چنانچہ حضرت امیر المومنین ع خود متوجہ ہوے
آن معصومہ کی تجہیز و تکفین مین - اور شب کو دفن کیا - اور نشان قبر منور کا
مٹا دیا - اور قبر کی مٹی کو ان معصومہ کے اپنی ہاتہون سے برابر کردیا - اور
نہایت غمناک ہوئی - اور انسو رخسارون پر جاری تھے - اور جانب قبر
رسولخدا ص کے مونہہ کرکے فرمایا کہ آپ پر میری جانب سے سلام ہو - اور
سلام ہو آپ پر اپکی دختر اور اپکی حبیبہ اور اپکی نور دیدہ کی جانب سے -
اور اپکی زیارت کرنیوالی کیجانب سے کہ اپکی زیارت کو آئی ہین - اور اجکی
شب خاک مین اپکے بقعہ کی سونیوالی ہین - اور خدا نے اُنہین آپ کے تمام
اہلبیت مین سے اختیار کیا کہ وہ پہلے سب کے آپ سے ملحق ہوتین - اور یا رسول اللہ
آپکی دختر کیجانب سے صبر میرا کم ہوگیا - کہ وہ بہترین زنان تہین - مفارقت مین
اُنکے قوت میری ضعیف ہوگئی - لیکن اپکی مفارقت مین تاب لانا اور
اپکی مصیبت مین صبر کرنا زیادہ تر ہے کہ انکی اس مصیبت مین صبر کردن مین نے
اپنے ہاتھ سے اپکو قبر مین اوتارا بعد اسکے کہ روح مقدس نے اپکی سینہ پر سے
مفارقت کی اور اپنے ہاتہون سے مین نے اپکی انکہین بند کین اور آپ
کے امور کا خود متکفل ہوا ہان جو کتاب خدا مین ہے اُسکو قبول کرنا
اچھے طور سے چاہئے - اور کہنا چاہیے کہ انا للہ و انا الیہ راجعون
ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شبکو جناب سیدہ علیہا السلام

اور وبال غصب خلافتہ کا انکی گردنون مین مثل گلوبند کے پڑ گیا ہے اور اپنا بار
اُسنے اُنپر ڈالا ہے اور اُنکی فوجون نے اُنہین گھیر لیا ہے۔ پس ذلت اور
ہلاکت اور دوری ہو خدا کی رحمت سی قوم ظالمین پر۔ وائی ہو اُنپر کہ علیحدہ کیا
خلافتکو اُن لوگونسے جو کوہ استوار رسالت ہین اور اساس نبوۃ و ہدایت ہین اور جگہ
اُترنے روح الامین کے ہین۔ اور ماہر امور دنیا و دین کے ہین۔ آگاہ ہو اور
جانو کہ نقصان ظاہر ہے اور کس بات سی کراہت کی تھی ابو الحسن سی۔ واللہ کراہت
کی تھی ابو الحسن سی بسبب بُری معلوم ہونے انکی تلوار کے۔ اور نہ خوف کرنے
اُنکے اپنے مرگ سے۔ اور زیادہ قتل کرنے سے اُنکے جہاد مین۔ اور شدت
صدمہ حرب اُن کے۔ اور اُنکے غضب سے راہ خدا مین۔ اور جب امر خلافت
ابو الحسن پر قرار پاتا تو قسم خدا کی اگر وہ لوگ پھر جاتے حجتہ واضح سے تو وہ اُنہین
راہ راست پر لاتے۔ اور حق کی راہ بہت سہل اور آسانی سی اُنہین دکہاتی
اور راکب و مرکب کے اس راہ مین کوئی تھکاوٹ و ملال نہین ہی۔ اور وہ کوئی
چیز حقوق خدا اور مراتب ہدایتہ سی فروگذاشت نکرتے اور حدود
خداوند عالم سی تجاوز نکرتے۔ اور وہ تکالیف شاقہ جو انکے طاقت سی سوا
ہوتی ندیتی۔ اور ہر آئینہ وہ لوگ دنیا و آخرت مین ساتھ عیش اور فراخ
زندگانی کے پہونچتے۔ وہ جناب انلوگون کو ظاہر طور سی اور پوشیدہ طریقہ سی وعظ
و نصیحت کرتے۔ اور خود وہ جناب انکی دنیا سے منتفع نہوتے مگر بقدر
کفائت و سد رمق کے۔ اور متمیز ہو جاتا انلوگون کے نزدیک زاہد و راغب
دنیا سے۔ اور صادق کاذب سے۔ اور ان آیات کو تلاوۃ فرمایا ولو ان
اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض
ولکن کذبوا فاخذنا ھم بما کانوا یکسبون والذین ظلموا من ھولاء

سیصیبہم سیّات ماکسبوا وما ہم بمعجزین ٭ یعنی یہ اشخاص بادیہ تشین عذابین مبتلا ہوئے اگر ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتی تو ہم اُنکے لئی ابواب برکت آسمان و زمین کو کہولتے انلوگون نے ہماری تکذیب کی پس لے لیا ہمنے انکو جیسا اُنھون نے کیا تہا یعنی جیسا اُنہون نے کیا ویسے ہی ہم نی انہین جزا دی اور وہ لوگ اسی گروہ مین سے ہین جنہون نے ظلم کیا عنقریب انہین عقاب اسکا ملیگا جو انہون نے کیا ہے اور وہ خدا اسکو عاجز کرنیوالے نہین ہین ٭ بعد اسکے فرمایا جناب سیدہ نے مخاطبین سے آگے آ۔ اور سُنو کہ ہمیشہ زمانہ متغیر اور متبدل ہوتا رہتا ہے اور جبتک کہ تو زندہ ہے زمانہ تجھے ہر روز امر عجیب اور تازہ دکہائیگا۔ اور اگر تو تعجب کرتا ہے اس امر عجیب پر تو تعجب کر۔ کاش مین جانتی کہ کس تکیہ گاہ پر انھون نے تکیہ کیا۔ اور کس ستون پر اعتماد کیا۔ اور کس ریسمان سے متمسک ہوئے ہین اور کس ذرّیت سے دلیری کی اور غلبہ ڈہونڈا یعنی حقوق ذرّیہ طاہرہ رسول کے متولی ہوئے۔ اور انہین جدا کیا۔ ہر آئینہ بُرا ہے ناصر۔ اور بُرا ہے مصاحب اور معاشر۔ اور بُرا ہے ظالمونکے لئی بدلا جو انہون نے اپنے لئی قرار دیا ہے یعنی بُرا و قبیح ہے وہ شخص جسنے اسکو بامام عادل کا بدلا قرار دیا ہے۔ اور اُسکو امیر المومنین کی جگہہ پر کہ وہ جناب جانشین سید المرسلین ہین بٹھایا ہی قسم ہی خدا کی کہ ادنی کو اونچے اور بڑے لوگونکی جگہہ پر بٹھایا ہے۔ اور ذلیل لوگونکو عوض اشراف کے اختیار کیا ہے۔ پس ناک رگڑی جائے اسقوم کی جو اسکو اچھا گمان کرتے ہین۔ جانو کہ وہ بُرا کام کرتے ہین لیکن وہ جانتے نہین ہین۔ وائی ہو اُنپر آیا وہ شخص جو ہدایت کرتا ہے طرف امر حق کے لائق اسکا ہے کہ اُسکی پیروی کیجائے یا وہ شخص جو ہدایت یافتہ نہین ہے اور محتاج ہے

اُسے ہدایت کرین - پس کیا حال ہے تمہارا اور کسطرح حکم کرتے ہو -
قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ناقہ تمہارے فتنہ کا حاملہ ہوا - پس تھوڑا صبر کرو - اور انتظار کرو اُس زمانہ تک کہ وہ اپنا بچہ جنے پس اس سے تم بلبلب پیالے تازہ خون دوہ لینا - اور زہر قاتل اُس سے حاصل کرنا - اسوقت نقصان اُٹھائینگے اہل باطل - اور آخر والے لوگ جان لینگے مآل اس طریقہ کا جسکا اساس اول لوگون نے رکھا ہے - بعد اسکے تم اپنی دنیا سے راضی ہوا اور اپنے دلونکو مستحکم کرو فتنہ اور عذاب نازل ہونیکے اور بشارت ہو تمکو شمشیر قاطع اور ظالم کے غلبہ کی اور فتنہ تمہارے شامل حال ہے اور ظالمونکا ظلم تمپر غالب ہوگا - اور ہلاک و برباد کریگا - اور تمہاری جمعیت و کثرت کو پریشان کریگا - پس وائی ہو حسرت تمہارے لیے تم کہان سے ہدایت پاؤ کے یہ تحقیقکہ تم پر پوشیدہ ہوئی ہدایت اور رحمت الٰہی آیا تمہین ہم الزام دین اسکے قبول کا - حالانکہ تم اس سے کارہ ہو"
سوید بن عقلہ نے کہا کہ ان عورتون نے قول حضرت فاطمہ ع کو اپنے مردون سے جاکر نقل کیا اسوقت تمام مہاجرین و انصار خدمت مین المعصومہ ع کے آئی اور عذرداری کی اور کہا کہ "اے سیدۃ النساء عالم اگر ابوالحسن ع ہمسے ذکر کرتے اس امر کا قبل استوار کرنے اور مستحکم کرنے عہد و پیمان کے تو ہر آئینہ ہم اُنجناب سے عدول نکرتے - اور دوسرے کی طرف رجوع نکرتے"
حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ مجھ سے دست بردار ہو اور اپنی کو مجھسی باز رکھو کہ تمہارا عذر قبول نہین اور توبہ تمہاری بعد اس تقصیر کے مفید نہین ہے"

اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی مین ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کہا انہون نے کہ مرض جناب سیدہؑ مین زنان مہاجر و انصار عبادت کے لئے حاضر ہوئین اور کہنے لگین کہ السلام علیک یا بنت رسول اللہؐ کس طرح صبح کی آپنے؟ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ قسم خدا کی مینے صبح کی درحالیکہ کارہ ہون مین تمہاری دنیا سے۔ اور تمہارے مردونکی دشمن ہون۔ مین نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی اور انہین ترک کیا اور ان سے بغض رکھا انکے امتحان لینے کے بعد اور انکی سیرۃ و اطوار دیکہنے کے بعد کے اور برا حال ہوا اس قوم کا بہ سبب نقصان رائے اسکے اور انکی نیزون کے کند ہوجانے سے ہماری اعانت مین۔ اور بری چیز ہے جو انکے نفسون نے اُن کے لئے پیش کی ہے۔ یہ مستحق غضب الٰہی ہین اور یہ ہمیشہ عذاب مین رہین گے غصب خلافت کی وبال کا گلوبند گردنونمین پہنا اور عار اسکا انپر ہر طرف سے لازم ہے مذلت اور خواری خاص قوم ظالمین کیلئے ہے۔ افسوس ہے تم پر کہ تمہارے مردون نے خلافت کو کہان ڈالا۔ ابو الحسنؑ سے بجز اکراہت و عتاب نہین کیا انلوگون نے مگر بسبب تلوار اور صدمۂ حرب کی۔ جو انسے پہونچا ہی اور اُن کے غصہ سے راہ خدا مین۔ قسم خدا کی اگر باز رکھتے ایک دوسریکو اس لگام سے جسکو رسولخدا نے ابو الحسنؑ کے سپرد کی تھی کہ وہ متولی امر امامت کے تھے تو ہرآئینہ وہ حضرتؑ اختیار کرتے اسکو۔ اور وہ حضرت انلوگون کو آسان راہ دکہاتے۔ کیونکہ وہ حضرت اساس سالت ہین اور کوہ استوار نبوۃ ہین اور جگہہ اُترنے روح الامین کے ہین۔ اور حاذق و ماہر ہین ساتھ امور دنیا کے ” جانو! ایمومنین کہ جوان منافقون نے کیا یہی زیانکاری ہے۔ دیکھو! واللہ اگر امر خلافتکو

آنحضرت پر قرار دیتے توہر آئینہ وہ حضرت انہین راہ حق دکھاتے اور کسی چیز کو حقوق خدا اور مراتب ہدایۃ سے فروگذاشت نکرتے۔ اور حدود خدا سے تجاوز نہ کرتے۔ اور اسطرح ہدایت کرتے کہ اُمت پر شاق نہوتا۔ اور تکلیف مافوق طاقت انکو نہ دیتے۔ اور ہر آئینہ وہ لوگ دنیا و آخرۃ مین عیش اور فراخ زندگانی کو پہونچتے۔ اور خود وہ جناب ان لوگونکی دنیا سے منتفع نہوتے مگر بقدر کفائت اور سد حاجت کی اور درہای برکت آسمان و زمین سے ان کے مُنہ پر کہلتے۔ اور قریب ہے کہ خدا انلوگونکو عذاب کرے بہ سبب اسکے کہ انھون نے کفر و عصیان کیا ہے۔ پس آگے آؤ۔ اور سُنو اکہ جبتک زندہ ہو زمانہ تمکو ہر روز امر عجیب دکہائیگا۔ کیا حال ہے انکا اور کس تکیہ گاہ پر اعتماد کیا ہے اور کس رسن سے متمسک ہوی ہین وہ ہر آئینہ بد ہے ناصر مصاحب اور بد ہے ظالمونکے لئے بدل۔ اور عیوض بدل کا۔ انھون نے اشرافکو ارذل سے۔ اور عالی کو ادنی سے ملا دیا۔ تباھی ہو اسقوم کے لئے گمان کرتے ہین کہ نیکوکار ہین مگر جانو کہ وہی لوگ مفسد ہین۔ اور نہین جانتے وہ کہ جو شخص ہدایت کرے حق کیطرف وہ سزاوار ہے اسکا کہ پیروی کیجائے اسکی۔ یا وہ شخص کہ خود ہدایت یافتہ نہین ہے اور محتاج ہے کہ اُسے ہدایت کرین۔ پس کیا ہے اور کسطرح حکم کرتے ہو تم۔

اب تمہارے فتنہ کا ناقہ حاملہ ہوا ہے انتظار کرو اسکے جلنے کا بعد اسکے کہ اُس سے بجائے دودہ کے خون تازہ اور زہر قاتل کو پیالہ مین لینا اُسوقت نقصان اُٹھائینگے اہل باطل اور پچھلے لوگ جانینگے جو اگلے لوگون نے قرار دیا تہا۔ بعد ازان راضی ہوگئے اپنی کردارونکی سزا پر

اور اپنے دلونکو مطمئن کرلو نزول فتنہ و عذاب پر۔ اور بشارت ہو تمکو
شمشیر تیز کی۔ اور ہمیشہ فتنہ تمہاری حال کے شامل رہیگا۔ اور تمپر ظالمین
غالب آکر تمہارا استیصال کرینگے اور تمہارے مال و متاع کو ضائع اور
خراب کرینگے۔ پس وای حسرت ہو تمہارے لیے اور بتحقیقکہ پوشیدہ
ہوگئی ہین ان لوگون سے نیکیان آخرت کی۔ آیا تمپر ہم اسکے قبول کا
التزام کرین حالانکہ تم اس سے کارہ ہو"

فاضل الدین حموی نے منتج الفاضلین مین لکھا ہے کہ "کمیت
شاعر کہتا ہے کہ "مین نے قصیدہ علینیہ کہہ لیا تو ایکرات حضرت علی کو
ینی خواب مین دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہین قصیدہ علینیہ کو پڑہ۔ مین نے وہ قصیدہ
پڑہا مگر جب اس بیت پر پہونچا "ویوم الدوح دوح غدیر خم
ابان لہ الولایۃ لو اضیعا" یعنی کہ روز غدیر مین ظاہر کیا پیغمبر خدا نے
واسطے علیؑ کے ولایت کو۔ کاش فرمانبرداری اسکی لوگ کرتے"

تو حضرت علی نے فرمایا "ولم ار مثل ذاک الیوم یوماً ولم ار مثلہ
حقاً اضیعا" حاصل جسکا یہ ہے کہ "نہ دیکھا مینے اُس دنکی مثل کوئی
دن۔ اور نہ دیکھا مین نے کوئی حق مثل اُس حقکے ضائع ہوتا ہوا"
سبط ابن جوزی نے بھی اس خواب کو معہ اُس بیت کی جو کمیت نے
کہی ہے اور جو حضرت علیؑ نے فرمایا ہے نقل کیا ہے"

واز کتاب سقیفہ نقل کردہ است از امام محمد باقر علیہ السلام کہ حضرت
علیؑ جناب فاطمہؑ را سوار کردہ در شب بخانہای انصار رفت ازایشان طلب یاری نمود ایشان
قبول نکردند و گفتند کہ ای دختر رسول خدا ما با این مرد بیعت کردہ ایم اگر پسر
عم تو پیشتر این سخن را میگفت ما از و بدیگری عدول نمیکردیم۔ علیؑ گفت من

رسول خدا را مردہ در خانہ میگذاشتم و پیش از تجہیز او بطلب خلافت می آمدم فاطمہ
گفت علیؑ آنچہ کرد خوب کرد و آنہا کردند کاری کہ خدا از ایشان تر اخواہد داد"

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۵۹ میں ہے "اخرج البخاری عن علی
انہ قال انا اول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم
القیمۃ" یعنی حضرت علی کہتے ہین کہ اول مین ہونگا بروز قیامت
مستغیث و طالب انتقام ظلم اعدا سے سامنے خدا کے۔

اخرجہ دیلمی "جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میری بیٹی فاطمہؑ اٹھیگی اور انکے پاس
خون کا بھرا ہوا کپڑا ہوگا۔ عرش کے پایہ کو پکڑ کے کہیگی اے عادل انصاف
کر درمیان میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے۔ پس حکم دیا جائیگا حسب منشاء میری
بیٹی کے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے۔

در زمان بنی امیہ و غیرہم ظلمے بر آل نبیؐ رفتہ این ہمہ فرع ظلم خلیفہ
صاحبان است اگر خلافت کہ حق علی بن ابیطالبؑ است غصب نمی شد نوبت
باین حد نمیرسید دستے کہ بر جناب امام حسینؑ رفتہ و ہتک حرم محترم او
گردیدہ بانی مبانی آن حضرت خلیفہ ثانی صاحب اند زیرا کہ خلافت یزید
فرع خلافت معاویہ است و خلافت معاویہ فرع خلافت عثمان است کہ
بدعوی خون او از امیر المومنین علیؑ محاربہ و مقاتلہ میکرد۔ و خلافت عثمان
فرع خلافت عمر است و ہمچنین بودہ است۔ چنانچہ بلاذری کہ از علماء اہلسنت
است در تاریخ خود مینویسد "لما قتل ذبیح اللہ الحسین بن علی کتب عبد اللہ
بن عمر الی یزید ابن معاویہ۔ اما بعد فقد عظمت الرزیۃ وجلت المصیبۃ
حدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسینؑ"

فکتب الیہ یزید۔ اما بعد یا احمق فانا جئنا الی ابیوت مسجلۃ وفروش ممہدہ ووسائد منضدۃ فقاتلنا عنہ فان یکن الحق لنا فنحن بحقنا قاتلنا وان یکن الحق لغیرنا بالبوک اول من سن ہذا واستاثر بالحق علی اہلہ ملخصاً انکہ "ہر گاہ مقتول شد ذبیح اللہ الحسین بن علی علیہم السلام عبداللہ بن عمر بہ یزید نوشت اما بعد پس تحقیق کہ مصیبت بزرگ واقع شد وحدیث عظیم در اسلام حادث شد ونیست روزے مثل روز حسینؑ یعنی حسین را قتل کردی نہایت بد کردی" پس نوشت یزید بن معاویہ در جواب ابن عمر۔ اما بعد یا احمق بدرستیکہ ما آمدیم بسوئے خانہائے تیار وفروش گستردہ وتکیہ ہائے تہ بتہ نہادہ پس مقاتلہ کردیم۔ پس اگر حق برائی ما است پس ما برائے حق خود مقاتلہ کردیم۔ واگر حق برائے غیر ما است پس پدر تو است کہ اول این طریقہ را بنیاد نہاد واستبداد نمود حق بر اہل او۔ یعنی بخودی خود حق را از اہل او گرفت"۔ فقط

حضرت علیؑ کے تقاعد اور انکے احتجاج واستشہاد واستحقاق کے مضامین سے اسفار معتبرہ پر ہین چنانچہ جناب مولوی حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی اپنی کتاب رویاء صادقہ مین لکھتے ہین کہ "وہ اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ حضرت علیؑ خلافت کے دعویدار ضرور تھے اور کیون نہوتے۔ پیغمبر صاحب کے بعد داماد کہو۔ بیٹا کہو۔ بھائی کہو۔ سبہی سے تھے"

وابن عبد ربہ کہ از مشاہیر ایشان است گفتہ است کہ علیؑ و عباس در خانہ فاطمہ نشستند و ابوبکر بعمر گفت کہ اگر ابا کنند از آمدن با ایشان قتال کن پس عمر آتشے برداشت و آمد کہ خانہ را بسوزاند۔ فاطمہ گفت اے پسر خطاب آمدۂ کہ خانہ ما را بسوزانی گفت بلے ‘‘

ومحمد بن مسلم بن قتیبہ کہ از اعظم علماء ومورخین اہل سنت جماعت است قصۂ سقیفہ را در تاریخ خود روایت کردہ است تا آنکہ گفتہ است چون خبر با ابوبکر رسید کہ جمعے تخلف از بیعت او کردہ اند و در خانہ علیؑ جمع شدہ اند عمر را بسوئے ایشان فرستاد و انہا را طلبید۔ چون ابا کردند از آمدن عمر ہیزم طلبید و گفت بحق خدائے کہ جان عمر در دست او۔ یا بیرون می آئید یا خانہ را با ہرکہ درانست می سوزانم ۔مردم گفتند فاطمہؑ درین خانہ است گفت ہرچند کہ او باشد میسوزانم پس ہمہ بیرون آمدند و بیعت کردند مگر علیؑ کہ گفت سوگند یاد کردہ ام کہ تا قرآن را جمع نکنم از خانہ بیرون نیایم ۔پس حضرت فاطمہؑ بر در خانہ ایستاد و گفت من قومی بیحیاتر و بدکردار تر از شما ندیدہ ام جنازہ رسولخداؐ را در پیش ما گذاشتند و بدون مصلحت ما متوجہ غارت خلافت شدید۔ پس عمر نزد ابوبکر آمد و گفت علیؑ را کہ تخلف از بیعت کردہ است چنین در خانہ میگذاری ۔ ابوبکر قنفذ را گفت برو و علیؑ را بیاور۔ قنفذ رفت و گفت کہ خلیفہ رسول اللہؐ ترا میطلبد۔ حضرت فرمود چہ زود دروغ بر رسولخدا بستند۔ چون این خبر را آوردند گفت برو۔ و بگو کہ امیرالمومنین ترا می طلبد۔ چون این را گفت حضرت فرمود سبحان اللہ امرے را دعوی میکند کہ از و نیست ۔چون قنفذ این جواب آورد پس عمر برخاست و جمعی را با خود برداشت و بدر خانہ فاطمہؑ آمد و در را کوبید۔ چون حضرت فاطمہؑ صدائ ایشان را شنید گریان شد۔ و صدا بلند کرد یا رسول اللہؐ ما چہ کشیدیم بعد از تو

از پسر خطاب و پسر ابو قحافه۔
چون مردم صدائے گریۂ آنحضرت را شنیدند گریان برگشتند۔ و نزدیک بود که دلہائے ایشان بشگافته و جگرہائے ایشان پاره پاره شود۔ عمر با جمعی ماندند تا علی را بدر آورده به نزدیک ابوبکر رسانید۔ پس با او گفت که بیعت کن گفت اگر نکنم چه خواهید کرد۔ گفتند بخدا سوگند که گردنت را بزنیم علی گفت پس بندۂ خدا و برادر پیغمبر را خواهید کشت عمر گفت بندۂ خدا بلی اما برادر رسولؐ نه و ابوبکر ساکت بود و سخن نمی گفت۔ عمر گفت با ابوبکر که در باب او چه امر کنی۔ ابوبکر گفت من او را اکراه نمیکنم بر امرے تا فاطمہؑ در پہلوے او ست" پس علی علیه السلام نزد مرقد مطہر جناب رسول خداؐ رفت و گریان شد و فریاد کرد که " یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی" پس عمر با ابوبکر گفت که بیا بریم بخانه فاطمہؑ که او را بغضب آورده ایم۔ چون آمدند و رخصت طلبیدند فاطمہؑ ایشان را رخصت نداد۔ پس بخدمت حضرت علیؑ آمدند و استدعا کردند که او را رخصت بطلبد۔ حضرت امیرؑ از فاطمہؑ التماس کرد که ایشان را رخصت بدہد و جامه را بر روئے فاطمہؑ انداختند۔ چون داخل شدند۔ حضرت رو از ایشان گردانید بجانب دیوار۔ پس سلام کردند۔ و فاطمہؑ جواب نفرمود ابوبکر گفت اے حبیبۂ رسول خداؐ من صلۂ قرابت رسولؐ را دوست تر میدارم از صلۂ قرابت خود۔ و من آرزو میکنم که کاشکے روزیکه پدر تو مرد۔ من مے مردم و بعد از و نمی ماندم۔ آیا گمان داری که من ترا نشناسم و حق ترا ندانم و میراث ترا از رسول خداؐ بتو ندہم۔ من شنیدم از رسول خداؐ که فرمود ما گروه انبیاء میراث نه میداریم آنچه از ما است صدقه است" فاطمہؑ گفت من حدیثے از جناب رسول خدا نقل کنم آیا اقرار به آن میکنید؟ گفتند بلے۔ فرمود قسم میدہم شما را که نشنیده از آنحضرتؐ ک

گفت رضائے فاطمہؑ رضائے من است وسخط فاطمہ سخط من است وہر کہ
فاطمہؑ دختر مرا دوست دارد۔ پس بتحقیق مرا دوست دارد۔ وہر کہ راضی کند
فاطمہؑ را بتحقیق کہ مرا راضی گردانیدہ۔ وہر کہ بخشم آورد فاطمہؑ را بتحقیق مرا
بخشم آوردہ" گفتند بلے۔ شنیدیم این را از رسول خدا۔ فاطمہؑ گفت پس من
خدا را و ملائکہ را گواہ میگردم کہ شما مرا بخشم آوردید۔ و مرا خوشنود نگردانیدید
و اگر رسول خدا را ملاقات کنم شکایت شما را خواہیم کرد۔ ابوبکر گفت پناہ میرم بخدا
از سخط او۔ و سخط تو اے فاطمہؑ۔ ابوبکر انقدر گریست برخود کہ نزدیک بود
ہلاک شود۔ فاطمہؑ گفت بخدا سوگند کہ نفرین خواہم کرد ترا در ہر نماز سے" الخ
و بلاذری کہ از محدثین و مورخین مشہور اہل سنت است روایت کردہ است
کہ چون ابوبکر علیؑ را از برائے بیعت طلبید او قبول نکرد۔ عمر آمد و آتش آورد کہ
خانہ را بسوزاند۔ حضرت فاطمہؑ در در خانہ با او ملاقات کرد و گفت اے
پسر خطاب خانہ مرا بر من می سوزانی۔؟ گفت آرے"
تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر نے عمر بن
الخطاب کو بھیجا طرف حضرت علیؑ کے اور اُن لوگوں کے پاس جو بخانہ فاطمہؑ
مجتمع ہوئے تھے تاکہ حضرت عمر جاکر اُن لوگوں کو نکالدیں۔ اس غرض سے کہ
اجماع شکست ہو جائے اور مراد اسجماعت کی بر نہ آئے۔ اور حضرت ابوبکر نے
حکم دیا تھا کہ اگر تمہارے حکم سے اسبات میں وہ نافرمانی کریں تو پس قتل کر ڈالو ان
انکو۔ حضرت عمر اگ لیکر چلے کہ گھر جناب سیدہ کا جلا دیں۔ اور اس راہ میں
ملاقات ہوئی جناب سیدہؑ اور حضرت عمر سے۔ ٹوک کر پوچھا کہ اے پسر
خطاب کدھر جاتے ہو کیا میرا گھر جلانیکو آئے ہو؟ جواب دیا کہ ہان تمہارا گھر
اور جو لوگ تمہارے گھر میں ہیں"

استیعاب عبداللہ مین مذکور ہے کہ علیؑ و عباس فاطمہؑ کے گھر بیٹھے تھے ابوبکر کی بیعت سے انکار کر کے۔ تو حضرت عمر ابوبکر کے حکم سے لکڑیان لیکر فاطمہ زہراؑ کی گھر جلانے کو گئے۔ فاطمہؑ نے کہا اے پسر خطاب کیا میرا گھر جلائیگا؟ کہا ہان"

اور تاریخ عقد ابن عبد الربہ مین لکھا ہے کہ ابوبکر نے کہا عمر سے کہ اگر علیؑ و عباس میری بیعت سے انکار کرین تو ان دونون کو قتل کر"

کتاب المختصر فی اخبار خیر البشر مین ہے یعنی کہ "ابوبکر نے عمر کو بہیجا طرف علیؑ کے اور انکے ہمراہیون کے کہ انکو خانہ ہدایت کاشانہ جناب سیدہؑ سے نکالین اور کہا کہ اگر وہ انکار کرین تو قتل کر انکو۔ پس عمر آگ لائے کہ خانہ آنحضرت کو جلادین۔ پس جناب سیدہ انکو ملاقی ہوئین اور کہا اے عمر کدھر آئے کیا میرا گھر جلادوگے؟ حضرت عمر نے کہا ہان"

اور کتاب توضیح الانوار مین ہے .... کہ عمر آگ لائے علیؑ کے گھر جلانیکو اور مروی ہے کہ فاطمہؑ کو تازیانہ مارا کہ باعث اسقاط جنین ہوا"

اور میزان ذہبی مین ترجمہ احمد بن محمد سری مین یون ہے "...... کہ عمر نے لکد ماری جناب سیدہ کو اُس سے اسقاط محسن ہوا" از صفحہ ۱۸۰ رسالہ ملہب النیران۔

المختصر لیجانا حضرت عمر کا آگ خانہ ہدایت کاشانہ بضعۂ رسولؐ پر جلانے کے لئے کتاب استیعاب مین ترجمہ ابی بکر عبداللہ بن ابی قحافہ۔ اور ترجمہ عبداللہ بن عثمان ملقب بابی بکر مین۔ اور کتاب کنز العمال مین۔ اور تاریخ طبری۔ و تاریخ واقدی۔ و کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ۔ و کتاب المجالس والنفائس الجواہر۔ و جمع الجوامع سیوطی۔ اور مسعودی۔ اور شرح نہج البلاغہ مین بھی مذکور ہے۔

این ہمہ علمائے اہلسنّت والجماعت اند کہ اینقدر تحریری نمایند و جملہ آخرہ آن کہ در آن ذکر سوختن خانہ فاطمہؑ مندرج است محذوف واسقاط نمودند۔ مگر واقدی در غررہ۔ وصاحب تاریخ طبری در تاریخ خود تحریر مینمائیند کہ عمر درہ آزہ خانہ فاطمہؑ را آتش زدہ بسوزانید"

وابراہیم بن سعید ثقفی کہ مقبول الطرفین است از حضرت صادق علیہ السلام روائت کردہ است کہ جناب امیرالمومنینؑ بیعت ابوبکر نہ کرد تا انکہ دیدہ دود ازخانہ اش بلند شد"

اور تاریخ طبری ومنتخبات شیخ علی متقی مین لکھا ہے کہ "حضرت عمر وقت مرنیکے کہتے تھے کہ کاش فاطمہؑ کے گھر کو ترک کرتا مین اور اُس کے دروازیکو نہ جلاتا مین"

اور کنز العمال مین ہے کہ "ابوبکر وقت مرنے کے افسوس کرتے تھے کہ کاش دروازہ فاطمہؑ کو نکھولتا مین"

اور صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ ابوبکر کہتے تھے بعد رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو کچھ اعمال بد مین نے کئے ہین اُنسے نجات پا جاؤن تو بہت غنیمت ہے"

اور جمع بین الصحیحین مین ابن عباس سے روائت ہے کہ "ایکدفعہ حضرت عمر نے ایسا دم افسوس (یعنی ٹھنڈا سانس) بھرا کہ سینے جانا پہلی کی ہڈیان اُنکی ٹوٹ گئین۔ مین نے پوچھا کہ اے امیرالمومنین کس خوف سے تمنے ایسا سانس بھرا ہے؟ تو کہا کہ تیرے اور تیرے ساتھیون کے خوف سے اگر وہ گناہ میرے بخشے جائین اور اسکے عیوض مین کوئی مجھ سی زمین واسمان کو پر کرکے طلاء لے لیوے تو اسکو مین دون (مراد ابن عباس) کو ہمراہیون سے

علی بن ابیطالب ہی کہ اُن کے حقوق تلف کئے تھے)"

(اِن روایات کے علاوہ جو ہمنے اس مصیبت سیوم احراق خانہ کے بحث مین لکھے ہین زیادہ تشریح سے دیکھنے کا شوق ہو تو دیکھو النّار الموقدہ کا صفحہ ۳ جو الحامی رسالہ اصلاح جلد ۱۴ کے ساتھ شائع ہوا ہے" منمولف)

مصیبت چہارم غصب فدک ثابت و متحقق شدہ است کہ بلا ریب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاطمہ زہرا علیہا السّلام را بحکم خدا فدک داد۔ و ابوبکر بعد وفات آنحضرت بتعدّی و قہر از دست زہرا انتزاع نمودہ قابض و متصرف گردید و خلیفہ ثانی نیز درین ظلم شریک است بلکہ این ہمہ بصواب دید ایشان بود۔ چنانچہ واقدی کہ یکے از پیشوایان اہلسنّت است و در خطبہ استیعاب توثیق او مذکور شدہ روائت میکند کہ چون حضرت زہرا از ابوبکر دعوی فدک وغیرہ نمود۔ داد (یعنی ابوبکر) صحیفہ در باب واگذاشت فدک وغیرہ نوشتہ داد۔ در اثنای راہ چون از عمر ملاقات شد گفت کہ این چیست؟ آن معصومہ او را داد۔ وی دیدہ لعاب دہن بران انداختہ پارہ پارہ کرد این معصومہ غضبناک شد و فرمود کہ از ایشان کلام نخواہم کرد چنانچہ بلفظ (سخط) در روائت موجود است"

و ہمچنین برہان الدّین حلبی شافعی در سیر خود مینویسد" و سبط ابن جوزی محدث اہل سنّت جماعت کہ ابن حجر در صواعق محرقہ روایات او را مستند میگرداند و صاحب تحفہ نیز در مطاعن حضرت عمر بروائت او اعتماد کردہ است در سیرۃ خود مینویسد حاصلش اینکہ گفت علی بن الحسین رضی اللہ عنہم کہ آمد فاطمہ دختر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بسوئے ابوبکر وقتیکہ او بر منبر بود و گفت اے ابوبکر۔ آیا کتابیست از جانب خدا آمدہ است یا اینکہ دختر تو وارث تو شود

ومن وارث پدر خود نشوم پس گریست ابوبکر بیشتر گفت کہ قربان شوند پدران من بر تو و فدا شوند پدران من بر تو بعد ازان از منبر فرود آمد - پس نوشت برائی فاطمہؑ فدک را ودر ادخل شد بر عمر پس گفت چیست این؟ پس گفت ابوبکر کتابی است کہ نوشتہ ام برائے فاطمہؑ میراث او را از جانب پدر او - گفت عمر بر مسلمانان چہ بذل خواہی نمود - وبتحقیقکہ محاربہ میکنند بتو عرب چنانکہ می بینی - بعد ازان گرفت عمر ازو نوشتہ مذکور را پس پارہ پارہ کرد آن را ۔

وصاحب تاریخ آل عباس کہ از معتمدین اہلسنت است در تاریخ خود می نویسد کہ "چون اولاد حسنین رضی اللہ عنہم نزد مامون رشید خلیفہ عباسی دعوی فدک نمودند - مامون دو صد علماء را جمع نمودہ تاکید کرد کہ بحق و راستی بیان کنید - پس ایشان بروایت واقدی وبشیر بن ولید وغیرہ نقل کردہ اند کہ "بعد فتح خیبر آیۂ "وات ذوالقربی حقہ نازل شد آنحضرتؐ فرمودند کہ ذوالقربی کیست وحق آن چیست جبرئیلؑ عرض نمودند کہ فاطمہؑ ذوی القربی است وفدک حق اوست " پس رسول خدا فدک را بفاطمہؑ داد - ووقتیکہ ابوبکر فاطمہؑ را از تصرف فدک مانع شد - آنحضرت فرمودند کہ پدرم بمن دادہ است ابوبکر قبول نمود وخواست کہ کتابی درین باب نوشتہ فدک را بفاطمہؑ باز دہد - عمر بن الخطاب گفت کہ از فاطمہؑ بینہ طلب کن پس ابوبکر بینہ طلب کرد - آنحضرت امیر المومنین علیؑ وام ایمن واسماء بنت عمیس را بگواہی آوردند - پس ابوبکر بر طبق ان کاغذے نوشت تا فاطمہؑ متصرف حق خود شود - پس عمر نزد ابوبکر آمدہ صحیفہ را گرفتہ آن نوشتہ را محو ساخت و گفت فاطمہؑ زنے است وعلی ابن ابیطالبؑ شوہر او - وغرضش طلب نفعی است از برائے خود - بمجرد شہادت دو زن اعتبار ندارد - ابوبکر نیز قبول نمود "

پس زیادہ ازین چہ مصیبت وستم رانی خواہد بود کہ جگر پارۂ رسول خدا را کہ

در وجوب مودۃ او قرآن مجید نازل است وجناب رسولؐ در بارہ رعایت حقوق او تاکید بلیغ فرمودہ بودند از انشرع و غصب حق او مبالاتے نہ نمود و چون آن مظلومہ دعوی ہبہ کرد آن معصومہؑ را کاذبہ و مفتریہ قرار دادہ گفت کہ بر صدق دعوی خود بینہ بیار و ہرگاہ ان معصومہؑ بر صدق دعوی خود علی مرتضیٰؑ و حسنینؑ و ام ایمن را گواہ آوردند آنوقت گفت کہ نصاب بینہ کامل نشدہ است و علیؑ شوہر اوست و حسنینؑ فرزندان او یند شہادت ایشان قبول نیست باوجودیکہ بر صداقت اقوال آن بزرگواران احادیث نبویہ دلالت میکنند"

وصاحب تحفہ در ارتکاب تاویل باطل و انکار روایات صحیحہ بر جمیع اہل نحلہ خود تفوق جستہ روایات دعوی ہبہ فدک و ادائے شہادت را بالمرۃ انکار نمودہ میگوید کہ در کتب اہلسنت اصلا موجود نیست وحالانکہ این روایت در اکثر کتب مشہورہ معروفہ اہل سنت والجماعت مثل صواعق محرقہ و ملل و نحل و جواہر العقدین و فصل الخطاب و معجم البلدان و ریاض النضرہ و مقصد اقصیٰ و کنز العمال و تاریخ حاکم و جمع الجوامع سیوطی و شرح مواقف و نہایتہ العقول فخر رازی و مغنی قاضی القضاۃ و معارج النبوہ وغیرہ موجود است این انکار صاحب تحفہ ناشی از کمال عصبیت است"

وائے بر دیندار ی اہلسنت و اُف بر مسلمانی ایشان کہ رعایت ادنی صحابی آنقدر کہ باستدلال قرآن و حدیث او را از کذب منزہ سازند و بمجرد دعوی تصدیق مقولہ او کنند۔ و دختر رسول خداؐ را کہ آیۂ تطہیر بطہارۃ او شاہد عدل است و آیۂ مودت قربیٰ بر وجوب خلت او ناطق۔ او را ملوث بکذب و افترا دانند و خاص برائے او مسئلہ فقہیہ جاری کنند